نام کتاب : آسان تقریریں (اوّل دوم)

مؤلف : مولانا ابو الکلام احسن القادری

اشاعت : فاروقیہ بکڈپو

کمپوزنگ : محمد ثاقب رضا

پروف ریڈنگ : محمد ہارون رشید اشرفی

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : ۴۰/ روپے

ناشر : فاروقیہ بکڈپو 422 مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔

فاروقیہ بکڈپو
۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

فہرست تقاریر

حصہ اول

حصہ دوم

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنی والدہ ماجدہ

فرمودہ خاتون

مرحومہ مغفورہ کے نام سے معنون کرتا ہوں جس نے ۱۲رشعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۳رمئی ۱۹۸۵ء جمعہ کو اس دارفانی سے رحلت فرمائی، انا للہ وانا الیہ راجعون ......احباب ومخلصین ایصال ثواب فرماکر ممنون مشکور فرمائیں۔

محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی

استاذ دارالعلوم ضیاءالاسلام تکیہ پاڑہ ہوڑہ

تأثرات

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی قادری

(صدرالمدرسین دارالعلوم قادریہ چریاکورٹ، مئو، یوپی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناچیز نے محب گرامی مولانا محمد ابوالکلام صاحب احسن القادری کی تازہ لیف "آسان تقریریں" کا مطالعہ کیا، مدارس اسلامیہ کے ابتدائی طلبہ کے لیے یہ تاب یقیناً مفید اور کارآمد ہے۔ بچوں کی استعداد کا خیال کرتے ہوئے مولانا وصوف نے زبان بھی آسان اور عام فہم استعمال کی ہے۔ مدرسین کرام سے گزارش ہے کہ طلبہ کو اس کتاب سے تقریریں یاد کرائیں اور ان کو خطابت کا عادی بنائیں تاکہ گے چل کر ان کے اندر تقریر کا ملکہ پیدا ہو اور بولنے میں جھجک نہ محسوس ہو، پہلے طلبہ ے ہر جمعرات کو طلبہ ہی کے مجمع میں تقریر کرائی جائے پھر جب اچھی طرح مشق وجائے تو ان کو میلاد شریف کی محفلوں میں بولنے کا موقع دیا جائے، اساتذہ غلط تلفظ کا اس خیال رکھیں۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ یاد کرنے سے پہلے پڑھوا کر سن لیں، ورنہ د یاد کر لینے کے بعد اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے۔ ہمارے کتب خانے میں ایسی تاب کی کمی تھی مولانا نے اس پر قلم اٹھا کر ایک قابل تحسین کارنامہ انجام دیا ہے۔

عبدالمبین نعمانی قادری

دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو، یوپی

۳رمارچ ۱۹۷۶ء

تأثرات

شاعر خوش فکر جناب حلیم حاذق صاحب ہوڑہ

برصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش میں خطیب ملت حضرت مولانا الحاج محمد ابوالکلام صاحب احسن القادری الفیضی کی ہمہ گیر شخصیت سے اب کون ناواقف ونا آشنا ہے۔ موصوف گرامی کی تقریباً بیسوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوکر مقبول عام ہوچکی ہیں، زیرنظر کتاب "آسان تقریریں" اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جس سے ان کی دینی خدمات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، انہوں نے عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے پیش نظر نئی نسل کے اذہان وافکار پر مذہبی رنگ چڑھانے اور ان کے قلب وروح کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی غرض سے تقریروں کا یہ سلسلہ جاری کیا ہے جو نہایت ہی سہل اور عام فہم زبان میں ہے تاکہ اس سے کم پڑھے لکھے حضرات بھی خاطر خواہ استفادہ کرسکیں۔ میں صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ موصوف گرامی کو زیادہ سے زیادہ دین وملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حلیم حاذق

فیل خانہ، ہوڑہ

۱۷رمارچ ۱۹۸۷ء

عرض حال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکاتب دینیہ اور پرائمری درجات کے ابتدائی طلبہ اور عامۃ المسلمین کے فائدے کے لیے میں نے آسان اور سہل زبان میں "آسان تقریریں" حصہ اول ودوم ترتیب دی تھی، جس کی مقبولیت بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیب الاعلیٰ عوام وخواص میں امید سے کہیں زیادہ حاصل ہوئی، احباب ومخلصین کی جانب سے تعریفی خطوط کا آنا اور سوم وچہارم حصے تحریر کرنے کا پیہم تقاضا کرنا اس کتاب کی مقبولیت کی بیّن دلیل ہے۔ لہٰذا احباب ومخلصین کے لگاتار اصرار سے مجبور ہوکر بے پناہ مصروفیت کے باوجود "آسان تقریریں" حصہ سوم وچہارم کی بھی تالیف کرنی پڑی جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اپنے تمام احباب ومخلصین کی قدردانیوں اور کرم نوازیوں کا بے حد شکرگزار اور آپ سب کی دعاؤں کا امیدوار ہوں۔

خاکسار

محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی

استاذ دارالعلوم ضیاءالاسلام، تکیہ پاڑہ، ہوڑہ، یوپی

محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

قال اللہ تعالی فی القران المجید

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا ۔ صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبیّ الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العلمین

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں سے کیا مروت کیجئے
شل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کافر پر قیامت کیجئے

برادران اسلام ومعزز سامعین!

ابھی ابھی میں نے خطبہ کے بعد جس آیت مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم تمامی حضرات اپنے آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں بصد خلوص و عقیدت ہدیہ صلوٰۃ وسلام عرض کریں۔

پڑھیے بلند آواز سے:

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جہاں ذکر حبیب ہوتا ہے خود خدا بھی قریب ہوتا ہے
ان کی محفل میں بیٹھنے والا آدمی خوش نصیب ہوتا ہے

محترم حضرات:

آج میرے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ آج کی اس نورانی وعرفانی بزم میلاد مصطفیٰ میں بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کرنے کا مجھے سنہرا موقع مل رہا ہے۔ میں اپنے چشم تصور سے دیکھ رہا ہوں کہ اس محفل پاک میں فیوض وبرکات اور رحمت وانوار کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟... ذکر ہے تو کس کا؟... بات ہے تو کس کی ؟... بلا شک وشبہ اس کا ہے جو نور حق ہے، بات اس کی ہے جو ظل رب ہے، تذکرہ اس کا ہے جو خدا کی عطاء سے مالک کائنات ہے اسی لئے اعلیحضرت ارشاد فرماتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں انکی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

برادران اسلام!

جس جگہ بھی اللہ تبارک وتعالی اور اس کے پیارے حبیب سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کا ذکر جمیل ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ **عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة** یعنی اللہ والوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو: ذرا آپ غور تو کیجئے جب صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو جو پیشوا اور سردار ہیں اور جن کا ذکر خود خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ان کے تذکرے کے وقت کس قدر رحمتوں کا نزول ہوتا

ہوگا۔ اور ایسی مقدس محفلوں میں شرکت کرنے والوں کے مراتب کس درجہ بلند ہوں گے۔ بھلا اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ حضرت حامد لکھنوی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

جو یاد مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

پڑھیے بلند آواز سے درود شریف: اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

حضرات گرامی!

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو کون نہیں جانتا ہے۔ آپ اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں اپنی چشم دید شہادت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا جو مکہ معظمہ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔ جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یک بیک کچھ انوار اس محفل پاک سے بلند ہوئے۔ غور وفکر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار رحمت الٰہی اور ان فرشتوں کے تھے جو ایسی مقدس محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جس جا پہ پڑھی جاتی ہے نعت شہ ابرار نازل ہوا کرتی ہے وہاں رحمت غفار
آتے ہیں ملک کرنے اس بزم کا دیدار کرتے ہیں کھڑے ہوکے برابر یہی اذکار
صلوات کے پڑھنے کی سزاوار ہے محفل

محترم سامعین!

آج کل کچھ لوگ اکثر کہہ دیا کرتے ہیں کہ جشن میلاد مصطفےٰ سے کیا فائدہ؟ اس سلسلے میں ایک روایت مجھے یاد آرہی ہے جس کے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے کہا

کہ جب سے میں مرا ہوں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ لیکن پیر کے دن عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور صرف اس لیے کہ حضور پرنور سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی ولادت کی خوش خبری میری لونڈی ثوبیہ نے مجھے سنائی تھی میں نے اس خوشخبری سنانے کے عوض خوش ہوکر اسے آزاد کر دیا تھا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ ابولہب جیسا کٹر دشمن اور سڑا ہوا کافر اگر حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی میلاد کی خوشی میں اگر لونڈی آزاد کرے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے، تو کیا ہم غلامان مصطفےٰ اگر میلاد شریف کی محفل سجائیں۔ جشن میلاد منائیں۔ میلاد پڑھیں یا پڑھوائیں اور اس طرح فرح وسرور کا مظاہرہ کریں تو کیا ثواب سے محروم ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں، بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔

جو محفل میلاد محمد کو پڑھائے اللہ سے مانگے جو مراد اپنی وہ پائے
محتاج کسی کا نہ ہو کچھ دکھ نہ اٹھائے مرجائے تو جنت میں بڑے شوق سے جائے
صلوات کے پڑھنے کی سزاوار ہے محفل جنت کے دلانے کی مددگار ہے محفل

پڑھیے درود پاک بلند آواز سے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلام علیک یا رسول اللہ

محترم حاضرین!

اس سلسلے میں ایک اور واقعہ سماعت فرماتے ہوئے چلئے جسے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی مشہور تصنیف جمع الجوامع میں میلاد شریف کے فیضان کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں عبد الجبار نامی ایک بڑا ہی عاشق رسول سوداگر رہا کرتا تھا۔ رسول اللہ کی عقیدت ومحبت میں ہر سال خوب اہتمام سے محفل میلاد پاک منعقد کیا کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی بھی رہا کرتا تھا ایک بار میلاد شریف کے دن یہودی کی بیوی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج سوداگر کے گھر میں کیسی خوشی ہے۔ یہودی نے بتایا کہ جشن میلاد النبی ہے۔ عورت میلاد پاک

کے تصور میں سوگئی خواب میں دیکھتی ہے کہ سوداگر کا مکان نور سے معمور ہے۔ پھر یکا یک کیا دیکھتی ہے کہ ایک سواری نہایت شان وشوکت کے ساتھ آئی۔ اس شان وشوکت سے کہ فرشتوں کی فوج اور اصحاب کا لشکر بھی موجود اور سب کی زبان پر صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا ترانہ جس وقت صاحب سواری رونق افروز ہوئے۔ سوداگر کے ظلمت کدہ کا مقدر جاگ اٹھا تمام گھر آفتاب کے مثل روشن ہوگیا۔ یہودی کی بیوی کہتی ہے کہ میلاد پاک کے ختم ہونے کے بعد وہ بزرگ میرے مکان کی طرف سے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہیوں سے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو ایک شخص نے جواب دیا

شمس الضحیٰ یہی تو ہیں
سید کل یہی تو ہیں
بدر الدجیٰ یہی تو ہیں خضر سبل یہی تو ہیں
جن کو پکارتی ہے خلق
صبح و مسا یہی تو ہیں
شافع ہیں روز حشر کے
خیر الوریٰ یہی تو ہیں

حضرات گرامی۔ جس وقت یہودی کی بیوی نے سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مبارک نام سنا تو فرط مسرت اور عقیدت ومحبت سے بے قرار ہوگئی اور نہایت ہی ادب واحترام سے سر جھکا کر سلام عرض کیا اور رو رو کر کہا۔ اے رسول گرامی وقار! آپ رحمۃ للعلمین ہیں میں غیر مذہب ہوں۔ خدارا مجھے مشرف باسلام فرما کر اپنے دامن رحمت میں جگہ دیجئے۔ پس سرکار مدینہ ﷺ نے اس یہودیہ کو کلمہ پڑھا کر دولت ایمان سے سرفراز فرمایا۔ عورت خواب سے بیدار ہوئی پوری طرح متاثر تھی۔ حضور سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کا جمال جہاں آرا اس کی نظر میں گردش کر رہا تھا۔ اور اس کا دل عشق ومحبت کی نورانیت سے معمور تھا۔ اس نے محفل

میلاد پاک کی تیاریاں شروع کردیں۔ تیاریوں کو دیکھ کر یہودی نے دریافت کیا تو اس عورت نے سارا ماجرا بیان کردیا۔ یہودی نے کہا کہ اے بیوی تو سچ کہتی ہے رات کو میں نے بھی رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ تجھے کلمۂ طیب پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی شرف قدم بوسی حاصل کیا اور کلمۂ طیب لا اِلٰــہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھ کر خود کو حلقۂ غلامی میں داخل کرلیا ہے۔ بس پھر کیا تھا دونوں میاں بیوی نے رحمت خداوندی کے نزول کے حصول پر اللہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ اس طرح اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

محترم سامعین!

آپ نے دیکھا کہ محفل میلاد مصطفیٰ سے کتنا فائدہ ہوا۔ اس لیے صرف میری ہی نہیں بلکہ آپ لوگوں کی بھی یہ دعا ہونی چاہیے کہ خداوند قدوس ہم تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے کہ ہم لوگ اپنے آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی محفل میلاد شریف منعقد کریں۔ اپنی حیثیت کے مطابق آمد مصطفیٰ کی خوشی میں جھنڈیاں لگائیں۔ محلوں اور گلیوں کو سجائیں۔ اسٹیج بچھائیں اور اس کے ذریعہ خدا کی رضا اور مصطفیٰ کی مرضی حاصل کریں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خدا کی ہے رضا بیشک رضا جو مصطفیٰ کی ہے
کہ جو مرضی محمد کی وہی مرضی خدا کی ہے

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

برادران اسلام! اب میں اپنی تقریر اس شعر کے ساتھ ختم کر رہا ہوں۔

عید میلاد النبی پر خوب خوشیاں کیجئے
رحمت وبخشش کے دن بخشش کا ساماں کیجئے

جن کے صدقے میں ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا
ان کے نام پاک پر صدقے دل و جاں کیجئے

ان کی آمد حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہے
مانئے احسان حق اور شکر احسان کیجئے

وما علینا الاالبلاغ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆

(۲)دوسری تقریر

ذکر نور مصطفےٰ ﷺ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا — صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھردے پیالہ نور کا — نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

(کلام رضا)

ترانۂ نور

نور کی محفل ہے یہ سنئے قصیدہ نور کا — نور کی محفل میں ذکر خیر ہوگا نور کا
گا رہی ہیں خلد میں حوریں بھی گانا نور کا — ہے فرشتوں کی زباں پر بھی ترانہ نور کا
فرش سے تا عرش اعظم ہے اجالا نور کا — مرحبا صلِّ علیٰ کیا رنگ نکھرا نور کا
رخ پہ غازہ نور کا زلفوں میں شانہ نور کا — بن سنور کر عرش پر جائے گا دولہا نور کا
ہر کلی ہر پھول ہر پتہ ہے اس کا نور کا — مصطفے کے باغ میں کیا نور پھیلا نور کا

ذکر نور مصطفےٰ ﷺ

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین. امابعدا

فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

سب سے پہلے گنبد خضرا میں آرام فرمانے والے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے۔ پڑھئے بلند آواز سے **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما دائما علیک یا رسول اللہ**

حضرات گرامی ! آج میری تقریر کا عنوان "نور مصطفیٰ ﷺ" ہے۔ میں نے ابھی ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اس میں رب کائنات ارشاد فرمارہا ہے

"تحقیق کہ آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب۔"

یعنی اس آیت مبارکہ میں خدائے تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو لفظ نور سے ذکر فرمایا۔ یہ وہ نور ہے جو آفتاب وماہتاب کے نور سے بھی کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہے۔ کیوں کہ آفتاب کا نور ایک حد کے بعد گھٹنے لگتا ہے۔ مگر نور محمدی ہر آن دن دونا رات چوگنا ترقی پاتا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل خود دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ یعنی (اے محبوب) آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے یعنی دن بہ دن آپ کا نور مدار ترقی پر ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

میرے دینی بھائیو اور بہنو ! میرے آقا و مولیٰ حضور نبی اکرم نور مجسم سید عالم ﷺ کا وہ نور ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مخلوق سے پہلے پیدا

فرمایا۔ چنانچہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے خود فرمایا **اوّل ماخلق اللہ نوری** (مواہب لدنیہ) یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور تاجدار مدینہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ! خدائے تعالیٰ جل شانہ نے سب سے پہلے کیا پیدا فرمایا؟ یہ سن کر اللہ کے پیارے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم۔ نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ آسمان تھا نہ کوئی فرشتہ، نہ زمین تھی نہ چاند وسورج، نہ کوئی جن تھا نہ انسان، نہ مٹی تھی نہ پانی، نہ آگ تھی اور نہ ہوا۔ غرضیکہ کائنات کی کسی چیز کا وجود نہ تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین)

حضرات گرامی ! حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور اکرم ﷺ کا نور پاک ہر چیز سے پہلے پیدا کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا۔ اے جبرئیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ میری عمر کتنی ہے۔ ہاں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک تارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اسے میں نے بہتر ہزار دفعہ دیکھا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے یہ جواب دیا۔ **وعزۃ ربی انا ذالک الکوکب** مجھے میرے رب کی عزت کی قسم میں ہی وہ تارہ ہوں۔

(روح البیان شریف)

حضرت جبرئیل نے سوچا کہ آج میں بڑی لمبی عمر بیان کر رہا ہوں۔ مگر حضور تاجدار مدینہ ﷺ سے یہ جواب سن کر انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ سرکار تو مجھ سے بھی پہلے کے ہیں۔ علامہ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں۔:

نگاہ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

میرے بھائیو اور بزرگو ! ہمارا یہ ایمان وایقان ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نور علیٰ نور ہیں۔ انہیں اپنی طرح سمجھنا یا اپنی طرح کہنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ حضور ایسے نور ہیں کہ اسی نور سے سب کچھ بنا اور اسی نور کے واسطے سب کچھ بنا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

پھر ایک مرتبہ ذرا بلند آواز سے درود پاک پڑھ لیجئے۔ **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما دائما علیک یا رسول اللہ**

میرے بزرگو ! نور کہتے ہیں اسے جو خود روشن ہو، اور دوسروں کو بھی روشن کر دے۔ حضور نور بن کر آرہے ہیں۔ تو عالم یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا رہا ہے۔

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روشن رات میں، میں ایک نظر سرکار کے رخ زیبا کو دیکھتا اور ایک نظر چودھویں رات کے چاند کو دیکھتا۔ **فاذاھو احسن عندی من القمر** تو حضور کا چہرہ مجھے چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین وجمیل نظر آتا تھا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ ! سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کے رخ زیبا کے سامنے چاند کی چاندنی ماند ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کیا انصاف ہے
چاند میں تو داغ ہے اور ان کا چہرہ صاف ہے

میرے بھائیو اور بزرگو ! حضور اکرم نور مجسم ﷺ نہ صرف یہ کہ نور ہیں بلکہ نور بخش بھی ہیں۔ یہ آفتاب وماہتاب اور کہکشاں سب کے سب حضور ہی کے نور سے چمک رہے ہیں۔ اے میرے آقا! آپ مخزن نور ہیں۔ آپ سراپا نور ہیں۔ آپ نور علیٰ نور ہیں۔ اے نور بخش آقا! ہم گنہگاروں کی طرف بھی نگاہ نور ہو!

اسی لیے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

میرے دینی بھائیو ! اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی شان نور بخش کی صرف ایک حدیث سماعت فرمایئے۔ اس کے بعد میں آپ سے رخصت ہو جاؤں گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دو صحابہ کرام رات کے وقت حاضر ہوئے اور اپنی کسی حاجت کے لئے عرض کی اور باتیں ہونے لگیں۔ رات زیادہ گزر گئی اور دونوں صحابیوں کو اپنے اپنے گھر جانا تھا۔ چونکہ رات بے حد اندھیری تھی اور روشنی کا کوئی انتظام بھی نہیں تھا مگر جب وہ بارگاہ نور سے گھر جانے کو اٹھے تو دونوں میں سے ایک صحابی کی لاٹھی چمکنے لگی اور راستہ دکھائی دینے لگا۔ دونوں صحابی اس ایک لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگے اور جب ایک صحابی کا راستہ بدلا یعنی وہ دوسری طرف جانے لگے تو ان کی لاٹھی بھی چمکنے لگی اور دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہونچ گئے۔ **(مشکوٰۃ شریف)**

دیکھا آپ نے یہ ہے بارگاہ نور کا فیض نور، کہ غلاموں کی لاٹھیوں کو بھی چمکا دیا۔ پھر جو لوگ ہمارے حضور کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ اپنی بدبختی پر ماتم کریں۔ کہ اس بحر نور سے لاٹھیاں تک فیضیاب ہو گئیں۔ مگر ان کے دل سیاہ کے سیاہ ہی رہے۔ اسی لیے تو میں اکثر وبیشتر کہہ دیا کرتا ہوں کہ جس کو انکار نور ہے وہ یقیناً

صراط مستقیم سے دور ہے کیوں کہ بغیر روشنی کے منزل تک رسائی ناممکن ہے۔

محترم حضرات! خدائے تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں نور ہی نور عطا فرمایا۔ ہمارا خدا نور، ہمارا قرآن نور، ہمارا اسلام نور اور ہمارا رسول بھی نور۔ اور ہم مسلمان چونکہ اپنے خدا کو اپنے قرآن کو اپنے مذہب کو اور اپنے رسول کو نور مانتے ہیں اس لیے ہم بھی نوری ہیں اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم مسلمان نوری ہیں، ناری نہیں ناری تو وہ ہیں جو خدا، قرآن، اسلام، اور حضور کو نور نہ مانیں۔

میرے بزرگو! اور دوستو! آپ کو صد بار مبارکباد ہو کہ آپ نور کو نور مان کر ایسے نوری بن گئے کہ اب نار آپ سے ڈرنے لگی۔ اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں اس دعا کے ساتھ اپنی گفتگو کو ختم کر رہا ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم سارے مسلمانوں کو اپنے محبوب ﷺ کے جوار میں جگہ عنایت فرمائے اور ناریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العلمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۳) تیسری تقریر

علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله الکریم الامین وعلیٰ اله الطیبین الطاهرین واصحابه المهدیین الهادین. امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلّمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما. صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسوله النبی الکریم ونحن علیٰ ذالک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد للہ رب العلمین

سرعرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر — ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

برادران ملت وعزیزان گرامی! آج کی اس بزم نور ونکہت میں کچھ عرض کرنے سے پہلے بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ تمامی حضرات مل کر باندازِ غلامانہ اپنے آقا ومولیٰ ساقی حوض کوثر، شافع روز محشر، ہم غلاموں کے سرور دیاور حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے۔ پڑھئے باآواز بلند۔

اللھم صلّ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیه صلوٰة وسلاما علیک یارسول اللہ

محترم حضرات! آج چونکہ میری تقریر کا عنوان علم غیب مصطفیٰ ہے۔ اس لیے آپ حضرات نہایت ہی اطمینان وسکون کے ساتھ تشریف رکھیں اور جو کچھ میں عرض کروں میرے کلمات کو بغور سماعت فرمائیں۔ خطبہ کے بعد

میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے (اے محبوب) اور ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور یہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

حضرت کا علم علم لدنی تھا اے امیر — حضرت اُمّی سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

حضرات گرامی! ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہمیشہ سے رہا ہے اور اب بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم ذاتی، ابدی قدیم اور غیر محدود ہے اور نبی آخر الزماں خاتم پیغمبراں کا علم غیب عطائی، عارضی، حادث اور محدود ہے۔ اتنا واضح فرق ہوتے ہوئے بھی تعجب ہے کہ کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ مختلف فیہ بنا دیا ہے کہ حضور نبی محترم شاہ خیر الامم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں۔ حالانکہ نبی کہتے ہی اسے ہیں جو غیب کی خبریں دیتا ہو۔ تاریخ میں نبی کو نبی کہنے سے تو انکار کیا گیا ہے مگر اس سے کہ نبی کا غیب داں ہونا ضروری ہے کسی نے انکار نہیں کیا۔

چنانچہ ابوجہل کا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر یہ کہنا کہ اگر آپ نبی ہیں تو بتائیے میری مٹھی میں کیا ہے؟ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس وقت کے کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جو نبی ہوگا لازماً غیب داں بھی ہوگا۔ ذرا بلند آواز سے بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ نچھاور کیجئے پھر میں آگے بڑھوں۔

پڑھئے درود شریف **اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیه صلوٰة وسلاما دائما علیک یارسول اللہ**

برادان ملت! یہ امر حقیقت ہے کہ حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں بے شمار آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ موجود ہیں۔ مگر میں ابھی آپ کے سامنے عہد رسالت کے وہ واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں جو نبی غیب داں کی غیب دانی سے متعلق ہیں، تاکہ یہ بات اچھی طرح ظاہر ہو جائے کہ زمانہ رسالت کے کافر ومشرک تو نبی اکرم ﷺ کی غیب دانی کے جلوے دیکھ کر ایمان لے آئے مگر افسوس صد افسوس کہ آج ایمان کا دعویٰ کرنے والے صبح وشام روزہ نماز کی تبلیغ کرنے والے اور

اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے نبی محترم کی غیب دانی کا انکار کر رہے ہیں۔

برادران اسلام! تاریخ کا وہ باب نگاہوں کے سامنے لائیے کہ جنگ بدر میں جو کافر گرفتار ہوئے وہ سارے کے سارے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیے گئے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ کرام سے مشورہ فرما رہے ہیں۔ اے لوگو! گرفتار شدگان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا یارسول اللہ! ہم لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ کسی نے یہ کہا کہ جو جس کا رشتہ دار ہو وہی قتل کرے۔ مگر رحمۃ للعلمین نے فرمایا کہ لوگو! میری تجویز یہ ہے کہ فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ لہٰذا کافر فدیہ دے کر رہا ہوتے رہے۔ ان گرفتار شدگان میں رحمت عالم ﷺ کے چچا جناب عباس بھی تھے۔

حضرت عباس نے جنگ بدر میں آتے وقت اپنی بیوی ام الفضل کو اندر بلا کر کہا تھا کہ یہ اشرفیوں کی ایک تھیلی ہے اسے سنبھال کر رکھنا، کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا اگر میں سلامت آ گیا تو بہت اچھا ورنہ اتنی اشرفیاں فلاں کو اتنی فلاں کو دے دینا۔ جب حضرت عباس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے حضرت عباس سے فدیہ کا مطالبہ کیا کہ آپ فدیہ دے کر رہائی حاصل کیجئے۔

یہ سن کر حضرت عباس نے کہا میں غریب آدمی ہوں میرے پاس کوئی مال ہی نہیں ہے میں کہاں سے فدیہ ادا کروں۔ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا چچا جان! آپ کا وہ مال کہاں ہے؟ جو جنگ بدر میں روانہ ہوتے وقت آپ نے اپنی بیوی ام الفضل کو دیا تھا اور کہا تھا کہ اسے سنبھال کر رکھنا۔

یہ سن کر حضرت عباس پر رعشہ ہوا طاری — کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبرداری

حضرت عباس نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں کیوں کہ یہ راز تو میری بیوی اور میرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ جو غیب کی باتیں جانتا ہو اور مدینہ میں بیٹھ کر مکہ کے حالات کا علم رکھتا ہو وہ کبھی بھی جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت عباس نے فدیہ دے کر رہائی حاصل کرلی اور اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ (مدارج النبوۃ ص ۹۷ زرقانی جلد اص ۴۴۷)

سبحان اللہ سبحان اللہ! برادران اسلام دیکھا آپ نے۔ حضرت عباس اب تک دولت ایمان سے محروم تھے۔ مگر جب انہوں نے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا علم غیب دیکھ لیا تو فوراً مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

اس لیے میں نے آپ سے کہا تھا کہ کوئی علم غیب دیکھ کر دولت ایمان سے مالا مال ہوتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر کے بھی حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔

پڑھئے درود شریف اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما دائما علیک یارسول اللّٰہ

برادران اسلام! شرح قصیدہ بردہ میں مذکور ہے کہ ابو جہل نے حبیب یمنی کو خبر بھیجی کہ مکہ میں محمد بن عبداللہ ایک نیا دین لے کر آیا ہے، جس نے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ کرلیا ہے۔ اس دین کی اشاعت بڑی تیزی سے ہو رہی ہے۔ لہٰذا خبر پاتے ہی تم جلد مکہ پہنچ جاؤ تاکہ لوگوں کو اسلام سے روک سکو۔ ورنہ پھر ہمارے دین کی خیر نہیں ہے۔ مکہ والوں پر تیرے بے شمار احسانات ہیں۔ لوگ تیری بات مان لیں گے۔ وہ خبر پاکر جلد ہی مکہ پہنچ گیا۔ ابو جہل نے اس کی بڑی خاطر تواضع کی اور وہاں کا سارا ماجرا بیان کیا۔ حبیب یمنی نے کہا کہ فیصلہ تو دونوں فریق کی بات سن کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ میں نے تیری سن لی اب ذرا محمد (ﷺ) کی بھی سن لوں۔ دیکھ تو لوں وہ کیسے ہیں اور کہتے کیا ہیں؟ ابو جہل گھبرا تو گیا مگر کچھ کہہ نہ سکا حبیب یمنی نے بارگاہ نبوی میں پیغام بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں اور ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضور تاجدار مدینہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ حضور کے تشریف لاتے ہی مجلس پر سناٹا چھا گیا۔ سب لوگ مرعوب ہوگئے۔

کسی میں لب کشائی کی ہمت نہ رہی۔ صحیح فرمایا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے!

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

آخر کار کچھ دیر بعد خود ہی رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو تم نے کیوں بلایا ہے؟ یہ سن کر حبیب یمنی گھبرا کر بولا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں؟ اگر نبی ہیں تو آپ کا معجزہ کیا ہے؟ اللہ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ نے فرمایا جو تو چاہے، عرض کرنے لگا جو میں چاہوں، تو پھر میں دو چیزیں چاہتا ہوں ایک تو اس وقت چاند اپنی پوری روشنی پر ہے اسے آپ دو ٹکڑے کردیجئے۔ حضور ﷺ نے چاند کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا اور پورا چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ پھر اشارہ فرمایا تو دونوں ٹکڑے آپس میں مل کر یکساں ہوگئے اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

حبیب کردگار دونوں عالم کے مالک ومختار ﷺ نے فرمایا حبیب یمنی! بول دوسری بات کیا چاہتا ہے؟ عرض کرنے لگا حضور آپ خود ہی بتائیں کہ میں دوسری بات کیا چاہتا ہوں؟ فرمایا! سن! تیری ایک بے دست و پا لڑکی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں، نہ آنکھ نہ کان، وہ تجھ پر بوجھ بنی ہوئی ہے۔ تو چاہتا ہے کہ اسے شفا ہوجائے۔ جا میں نے اسے وہاں شفا بخش دی یہ سن کر حبیب یمنی بے اختیار ہوگیا اور کانپتی ہوئی آواز میں چیخا، اے ابو جہل سن لے! اے امیہ سن لے اور اے مکے کے در و دیوار سن لو اور گواہ ہو جاؤ میں صدق دل سے پڑھتا ہوں لا اِلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اب سے میں اسلام کا سچا مبلغ ہوں یہ کہہ کر وہ اپنے گھر خوشی خوشی روانہ ہوگیا۔ جب گھر پہونچا تو رات کا وقت تھا۔ دروازہ پر دستک دی۔ وہی بے دست و پا لڑکی دروازہ کھولنے کے لیے آئی باپ کو دیکھ کر پڑھنے لگی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ حبیب یمنی حیرت زدہ ہو کر بولا۔ بیٹی یہ کلمہ تجھے کہاں سے ملا؟ اور تو کیسے اچھی ہوگئی؟ جواب ملا میں ایک رات سو رہی تھی مگر قسمت بیدار تھی میں نے دیکھا

کہ کوئی چاند سے چہرے والا سیاہ زلفوں والا خواب میں تشریف لایا اور فرمایا کہ بیٹی! تیرے باپ کو مکے میں کلمہ پڑھا رہے ہیں تو یہاں مسلمان ہو جا اور پڑھ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ چنانچہ جیسے ہی یہ کلمہ میں نے پڑھا صحت جسمانی و روحانی دونوں نصیب ہوگئی۔

برادران اسلام! یہ ہے ہمارے آقا و مولیٰ حضور غیب داں کی غیب دانی کا جلوہ۔ کہ مکہ میں رہ کر یمن میں حبیب یمنی کی اپاہج ومعذور لڑکی کو دیکھ رہے ہیں اور اختیار و تصرف کا یہ عالم کہ سیکڑوں میل کی دوری سے اسے شفا کی دولت بھی بخش رہے ہیں۔ نبی مکرم کی یہی وہ غیب دانی تھی جس کو حبیب یمنی نے دیکھتے ہی اپنی جبین عقیدت کو مصطفیٰ جان رحمت کے قدم ناز پر خم کردیا۔ اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

ہائے رے زمانے کا انقلاب! کہ کل نبی امی کی جس غیب دانی سے کفر و شرک کا جنازہ نکلا تھا آج کچھ کوتاہ نظروں نے اسی فضیلت کے اعتراف کا نام کفر و شرک رکھ دیا ہے۔ برادران اسلام! اس طرح کے واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں مگر ابھی وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام واقعات بیان کئے جاسکیں۔ اس لئے میں اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی ایک حدیث پاک سنا کر رخصت ہوجاؤں گا۔ مگر اس سے پہلے ایک بار ہم تمام حضرات مل کر اپنے محسن اعظم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام پیش کریں۔

پڑھئے بلند آواز سے اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما دائما علیک یارسول اللّٰہ.

حضرات گرامی!

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الیٰ کفی ھذہ (زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۳۴)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو اٹھا کر اس طرح پیش کردیا کہ میں

تمام دنیا کو اور اس میں قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے ان سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی نگاہ نبوت کا کیا کہنا۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شش جہت، سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال

دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

برادران ملت! نگاہ نبوت سے کیا پوشیدہ ہے میرے آقا و مولیٰ نے مسجد نبوی کی محراب میں کھڑے ہو کر جنت و دوزخ کو دیکھ لیا ہے اور مجھے کہہ لینے دیجئے کہ جنت و دوزخ کی بھی کیا حقیقت ہے۔ ان آنکھوں نے فرش و عرش کو دیکھ لیا۔ ساری خدائی کو دیکھ لیا۔ بلکہ کہہ لینے دیجئے کہ خود خدا کو دیکھ لیا تو جس نگاہ نبوت سے خدا نہ چھپا تو خدائی کیسے چھپ سکتی ہے اسی لیے تو امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

وماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

(۴) چوتھی تقریر

اتباع سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین.

اما بعد! فاعوذبالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمن الرحیم لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

حضرات گرامی! آج کی اس محفل ذکر مصطفیٰ میں، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اتباع سنت مصطفیٰ کے سلسلے میں کچھ لب کشائی کروں مجھے امید ہے کہ آپ تمامی حضرات نہایت ہی اطمینان وسکون کے ساتھ سماعت فرمائیں گے۔ مگر آغاز سخن سے پہلے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ تمامی حضرات بصد خلوص وعقیدت اپنے آقا ومولی حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ رسالت میں صلوۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں۔

پڑھئے باآواز بلند اللهم صلّ علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیه صلوة وسلاما دائما علیک یارسول الله.

ارشاد ربانی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (اے لوگو) تمہارے لئے رسول کائنات کی مقدس زندگی میں بہتر نمونہ ہے۔ یعنی اگر تم کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو مصطفیٰ جان رحمت کی اتباع اور پیروی کرو، ان کے غلام باوفا بن جاؤ۔ کیوں کہ بغیر ان کی غلامی اور پیروی کے نہ تمہیں سروری مل سکتی ہے اور نہ پیشوائی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ان کے جو ہم غلام تھے، خلق کے پیشوا رہے ان سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

برادران ملت! آج وہ کون سا درد رکھنے والا دل ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ان کی موجودہ ذلت وخواری اور رسوائی ونا داری پر نہ دکھتا اور نہ کڑھتا ہو۔ اور وہ کون سی آنکھ ہے جو ان کی غربت ومفلسی، بے روزگاری اور کسمپرسی

پر آنسو نہ بہاتی ہو۔ تاج وتخت ان سے چھن گیا۔ دولت وثروت سے یہ محروم ہوئے۔ عزت ووقار ان کا ختم ہوا۔ وہ کونسی مصیبتیں ہیں جنکا شکار مسلمان نہ بن رہے ہوں۔ وہ کونسی اذیتیں اور صعوبتیں ہیں جن منزلوں سے مسلمان نہ گزر رہے ہوں۔ ان حالات کو دیکھ کر یقیناً دردمند مسلمانوں کا کلیجہ منہ کو آتا ہے، مگر میرے بھائی، صرف گریہ وزاری کرنے، ماتم کناں ہونے آہ اور واویلا کرنے سے مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے علاج پر مسلمان خود غور کریں کہ آخر ہماری اصل بیماری کیا ہے؟ اور اس بیماری کے اسباب وعلل کیا ہیں یہ بیماریاں ہمارے معاشرے میں کیوں پیدا ہوئیں۔ کہاں سے اور کیسے پیدا ہوئیں۔ اس کا علاج کیا ہے؟ میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان امور پر غور وخوض کر لیا جائے تو علاج بہت آسان ہو جائے گا اس سے قبل بہت سے ارباب علم ودانش اور لیڈران قوم وملت نے بہت غور وفکر کیا اور طرح طرح کی تدبیریں سوچیں۔ قسم قسم کے علاج عمل میں لائے مگر

مریض عشق پہ رحمت خدا کی مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی

کسی نے سوچا کہ اس کا علاج صرف دولت ہے۔ مال کماؤ ترقی پاجاؤ گے کسی نے کہا اس کا علاج صرف عزت ہے۔ کونسل کے ممبر بن جاؤ آرام مل جائے گا۔ کسی نے کہا حکومت کی کرسی مل جائے تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ مگر یقین جانئے کہ مرض بڑھنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس نادان انسان کی مثال تو اس نادان ماں کی سی ہے جس کا بچہ درد شکم کی شدت سے کراہ رہا ہو اور وہ اسے خاموش کرنے کے لئے اس کے منہ میں دودھ دیتی ہو۔ حالانکہ دودھ پی کر بچہ بجائے خاموش ہونے کے اور چلانے لگتا ہے یہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ بچہ کو مسہل دے کر اس کا معدہ صاف کیا جائے۔ اسی طرح میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کسی لیڈر ومعالج نے نہ تو اصل مرض پہچانا اور نہ صحیح علاج کیا۔ اور جس اللہ کے بندے نے مسلمانوں کو اس کا صحیح علاج بتایا تو مسلم قوم نے اس کا مذاق اڑایا، تالیاں بجائیں، اس پر آوازیں کسیں۔ زبان طعن دراز کی غرضیکہ صحیح طبیبوں کی آواز پر کان نہ دھرا۔

ایک بوڑھا کسی حکیم کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا حکیم صاحب! میری نگاہ موٹی ہوگئی ہے، حکیم صاحب نے کہا بڑھاپے کی وجہ سے، بوڑھا بولا۔ کمر میں درد بھی ہوتا ہے۔ حکیم صاحب نے جواب دیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے۔ بوڑھا بولا چلنے میں سانس بھی پھول جاتا ہے حکیم نے جواب دیا، بڑھاپے کی وجہ سے۔ بوڑھے نے کہا حافظہ خراب ہوگیا ہے کوئی بات یاد نہیں رہتی۔ حکیم نے جواب دیا۔ یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے۔ بوڑھے کو غصہ آگیا اور تڑپ کر بولا۔ اے بیوقوف حکیم تو نے ساری حکمت میں بوڑھاپے کے سوا کچھ نہیں پڑھا، حکیم صاحب نے بڑی سنجیدگی اور متانت سے جواب دیا کہ بوڑھے میاں آپ کو جو مجھ بے قصور پر بلاوجہ غصہ آگیا وہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے۔

مسلمانو! بعینہٖ آج ہمارا بھی یہی حال ہے۔ ہماری بادشاہت گئی۔ عزت گئی، دولت وثروت گئی، وقار گیا۔ عظمت گئی صرف ایک وجہ سے اور وہ یہ ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں دامن مصطفیٰ نہ رہا۔ آج ہم نے شریعت مصطفیٰ کی پیروی چھوڑ دی۔ آج ہم نے نقش قدم مصطفیٰ پر چلنا چھوڑ دیا۔ ہماری زندگی اسلامی نہ رہی ہمیں خدا کا خوف، نبی کی شرم، آخرت کا ڈر، موت کی یاد، قبر کی منزل اور حشر کا منظر یاد نہ رہا۔ اسی لیے تو آقائے نعمت، مخزن برکت۔ مجدد دین وملت، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولیٰ عنہ نے فرمایا۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے شرم نبی خوف خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مسلمانو! آج کونسی برائی ہم میں نہیں، ہزاروں خلاف شرع رسمیں ہمارے اندر موجود، چوری ہمارے اندر، ڈاکہ زنی ہمارے اندر، رشوت خوری ہمارے اندر، سینما بینی ہمارے اندر، شراب خوری ہمارے اندر، قماربازی ہمارے اندر، دغابازی، مکاری اور عیاری ہمارے اندر۔ مسجدیں ہماری ویران اور سینما گھر ہم سے آباد۔ تماشے ہم سے آباد۔ شراب خانے ہم سے آباد۔ مسلمانو! تم ہی فیصلہ کر کے بتاؤ کہ وہ کون سی برائی ہے جو آج ہم میں موجود نہیں۔ پھر ہم کس طرح عزت پاسکتے ہیں پھر ہم کس طرح تقرب الی اللہ کی بلند منزل پر فائز ہوسکتے ہیں۔ پھر ہم کس طرح سربلند وسرفراز ہوسکتے ہیں؟

میرے بزرگو اور بھائیو! یہ امر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے کہ ہم مسلمان جب تک اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی سیرت مقدسہ کی اتباع اور پیروی نہ کریں گے ہرگز ہرگز ہم فلاح دارین سے سرخ رو اور سرفراز نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا ہمیں لازم اور ضروری ہے کہ اپنے اقوال وافعال، اپنی عبادت وریاضت اپنی کمائی اور تجارت اپنی خوراک وپوشاک، اپنی شادی وغمی، اپنی موت وحیات غرض ہر ہر بات میں رسول کائنات ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھیں۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

خدائے وحدہ لاشریک کا ارشاد گرامی ہے لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لوگو! تمہارے لیے رسول کائنات کی مقدس زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

برادران اسلام! آج دنیا میں جس طرف دیکھئے انسانوں میں ایک بے چینی کی لہر ہے۔ بدامنی کا دور دورہ ہے، کسمپرسی کا عالم ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آج دنیا نے اپنے ہادیٔ برحق، رہبر اعظم فاتح عالم، نور مجسم ﷺ کی سیرت مقدسہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا اس لئے میں پوری ذمہ داری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ اگر آج دنیا آپ کے اسوہ حسنہ پر چلنا اور آپ کی مقدس تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دے تو یقیناً انسانوں کی بے چینی وبیقراری دور ہو جائے گی۔ اور پوری دنیا امن وسکون کی جنت بن جائے گی۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة البتہ تحقیق کہ رسول کائنات کی مقدس زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

برادران اسلام! یہ کون نہیں جانتا ہے کہ خورشید رسالت کی جلوہ گری سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی۔ صحرائے عرب میں ہر طرف جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں۔ انسانوں نے آدمیت کا پیراہن اتار کر وحشی درندوں کا لبادہ اوڑھ لیا

تھا۔ عرب کا توانا، ناتواں کا پنجہ مروڑ نا فخر محسوس کر رہا تھا۔ زنا کاری عام ہوگئی تھی، شراب نوشی داخل تہذیب تھی۔ انسان انسان کا دشمن، قبیلے قبیلے کا دشمن۔ باپ اولاد کا دشمن، کبر و تکبر، نخوت و غرور حسد و کینہ کا ہر طرف دور دورہ تھا بیواؤں پر مظالم توڑے جا رہے تھے۔ یتیموں پر غاصبانہ حملہ کیا جا رہا تھا، انہیں بے گھر و بے در کیا جا رہا تھا۔ ایسے تاریک ماحول میں کوئی ان کی فریاد سننے والا نہیں۔ کوئی عدل گستر کوئی فریاد رس نہیں۔ عورتوں کا حال تو اور ناگفتہ بہ تھا۔ وہ صنف نازک بازار کا سودا سمجھی جاتی تھی۔ معاشرے میں کوئی ان کا مقام نہیں تھا۔ بچیاں زندہ درگور کردی جاتی تھیں۔ ظالموں کا سینہ شاید پتھروں سے زیادہ سخت اور چٹان سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ عرب کا وہ بھیانک ماحول نگاہوں کے سامنے لائیے۔

واللہ! واقعہ سننے سے دل کانپ جاتا ہے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب ایک باپ اپنی چھوٹی بچی کو گود میں لے کر مقتل اور مدفن کی طرف بڑھتا ہے۔ وہ نوزائیدہ ننھی سی بچی اپنے باپ کی گود میں کھیلتی مچلتی اور ہمکتی ہے وہ پیار چاہتی ہے، اس کے ہونٹ پیار کے پیاسے ہیں۔ اس کے رخسار پیار کے متمنی ہیں۔ اس کا سینہ پیار سے بھینچ جانے کے لیے دھڑکتا ہے۔ وہ باپ کا انگوٹھا مخزن شیر سمجھ کر چوسنا چاہتی ہے۔ وہ تو باپ کی گود میں ہے اسے تو انتظار ہے باپ کی الفت و محبت کا۔ شفقت اور پیار کا، اس ننھی بچی کو کیا معلوم کہ باپ کی گود پیار و محبت کے لئے نہیں۔ تھپکیاں، اور لوریاں سنانے کے لیے نہیں۔ بلکہ اسے زندہ درگور کرنے کے لیے ہے۔ ننھی منی صورت والی گڑیا ایک دن زندہ دفن ہونے جا رہی ہے۔ اپنے آپ کو باپ کی گود سے زمین کی گود میں پا کر اس کا ننھا سا احساس جاگ اٹھتا ہے۔ اوپر سے مٹی گرتی ہے وہ رونے لگتی ہے، چلانے اور بلبلانے لگتی ہے۔ زبان حال و قال سے فریاد کرتی ہے۔ ابا! میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے تم مجھے مٹی تلے کیوں دفن کر رہے ہو۔ ظالم! دیکھ تو سہی تمہاری صورت سے میں کس قدر ملتی جلتی ہوں کتنی معصوم کتنی بھولی اور کتنی پیاری لگتی ہوں۔ آہ، مجھے گود لے لو، مجھ کو پیار کرو، مجھ کو بوسہ دو۔ ماں! کہاں ہو تم؟ مجھے تمہاری

شفیق گود چاہیے۔ میرا منہ تمہاری چھاتیوں کے لیے کھلا ہے، ظالم! یہ مٹی..... خدایا تو ہی دیکھ! کیا تو نے اسی لیے پیدا کیا ہے۔ کیا تو نے اسی لیے بنایا ہے۔ تو ہی انصاف کر۔ اس میں میرا کیا قصور ہے! پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ کیوں نہیں آسمان پھٹ جاتا ہے۔ کیوں نہیں زمین شق ہو جاتی ہے؟ روئے زمین کا تختہ کیوں نہیں الٹ جاتا ہے۔ کیوں نظام کائنات درہم برہم نہیں ہو جاتا ہے؟

اُف! یہ ظلم و ستم یہ استبداد..... اور آخری چیخ کے ساتھ اس کی آواز، اس کی فریاد، اس کا نالہ اس کا شیون ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور کائنات خون کے آنسوؤں میں شرابور ہو جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں ہمارے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ ﷺ اس ادا سے جلوہ بار ہوئے کہ آپ کی ضیا پاش کرنوں سے عالم کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔ زمین کا گوشہ منور و مجلی ہو گیا۔ کفر و شرک کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ الحاد و بے دینی کا پردہ چاک ہو گیا۔ مدہوش غفلت چونک اٹھے جن کا دل بالکل سخت اور پتھر تھا ان کے دل اسوہ رسول کی برکت سے رحم و کرم اور الفت و شفقت کا موجزن سمندر نظر آنے لگے۔ جو لوگ اپنی عورتوں کو بہ نظر حقارت دیکھتے اور بہ پائے حقارت ٹھکراتے تھے۔ وہ لوگ اپنی عورتوں کو بہ نظر عزت و عظمت دیکھنے لگے جو لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنا باعث فخر سمجھتے تھے وہی اب اپنی بچیوں کے ساتھ پیار و ہمدردی کو عبادت سمجھنے لگے۔

برادران اسلام! ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے اپنی تعلیمات حقہ اور اسوہ حسنہ کے ذریعہ کمزوروں کی جو حمایت، ضعیفوں کی دستگیری مظلوموں کی دادرسی محتاجوں کی حاجت براری، مصیبت زدوں کی مشکل کشائی فرمائی ہے اس کی نظیر نہ تو دنیا میں ملتی ہے اور نہ اس کی مثال زمانہ پیش کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہم اگر چاہتے ہیں کہ کامیاب و کامراں ہوں تو زندگی کے ہر موڑ اور بندگی کے ہر زاویہ پر اسوۂ رسول کی اتباع اور پیروی کریں۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

(۵) پانچویں تقریر

ابر رحمت سرکار دو عالم

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت — بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے — غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ — مری چشم عالم سے چھپ جانے والے
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں — ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا — پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا! — کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

رحمت سرکار دو عالم ﷺ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد:

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین. صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للّٰہ رب العالمین.

روش کیا باغ طیبہ کی بھلی ہے — تصدق جس پہ جنت کی کلی ہے
بچھا ہے سبزۂ گلزار قدرت — مدینے کی زمین سب مخملی ہے

برادران اسلام! ابھی ابھی میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس کا ترجمہ بیان کرنے سے قبل میں بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم بھی لوگ مل کر محبوب کردگار شفیع روز شمار، انیس بے کساں، چارہ ساز دردمنداں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین، بیکسوں کے کس۔ بے بسوں کے بس احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ ناز میں صلوٰۃ و سلام کا بیش بہا ہدیہ نچھاور کریں۔

پڑھئے باواز بلند۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوٰۃ وسلاما دائما علیک یا رسول اللّٰہ.

حضرات گرامی! خلاق دو عالم کا ارشاد ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے — یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

میرے آقا حضور تاجدار مدینہ ﷺ ہر عالم ہر جہاں کے لیے رحمت ہیں، وہ صرف انسانوں ہی کے لیے رحمت نہیں بلکہ وہ حیوانوں کے لیے بھی رحمت ہیں۔ نباتات و جمادات کے لیے بھی رحمت ہیں۔ فرشتوں کے لیے رحمت ہیں جنوں کے لیے رحمت ہیں۔ مسلمانوں کے لیے رحمت ہیں، ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

(اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ وہ اپنوں کے لیے رحمت دوسروں کے لیے رحمت دوستوں کے لیے رحمت فرشتوں کے لیے رحمت، عورتوں کے لیے رحمت، مردوں کے لیے رحمت، بچوں کے لیے رحمت، جوانوں کے لیے رحمت، بوڑھوں کے لیے رحمت، یتیموں کے لیے رحمت، مظلوموں کے لیے رحمت، بیواؤں کے لیے رحمت، زندہ درگور ہونے والی بچیوں کے لیے رحمت، بے کسوں کے لیے رحمت، بے بسوں کے لیے رحمت، پھر انسان کے ہر طبقے کے لیے

رحمت، گوروں کے لیے رحمت، کالوں کے لیے رحمت، سرمایہ داروں کے لیے رحمت، مزدوروں کے لیے رحمت، مشرق والوں کے لیے رحمت، مغرب والوں کے لیے رحمت، سب کے لیے رحمت **وما ارسلناک الا رحمة للعالمین** (اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے لیے رب العالمین فرمایا ہے اور اپنے محبوب کے لیے رحمۃ للعالمین فرمایا۔ گویا جس ذرّے، جس پتے اور جس قطرے کا خدا رب ہے ہر اس پتے، ذرّے اور قطرے کے لیے حضور رحمت ہیں۔ گویا جہاں خدا کی ربوبیت ہے وہیں حضور کی رحمت ہے۔ خدا جس چیز کا رب ہے مصطفیٰ جان رحمت اس چیز کے لیے رحمت ہیں۔ **وما ارسلناک الا رحمة للعالمین** (اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ میرے آقا صرف اپنے غلاموں ہی کے لیے رحمت نہیں۔ اپنے دشمنوں کے لیے بھی رحمت ہیں، صرف مسلمانوں ہی کے لیے رحمت نہیں۔ کافروں کے لیے بھی رحمت ہیں۔ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ کافروں نے آپ کو بے حد تکلیفیں دیں۔ ایذائیں پہنچائیں۔ مگر مصطفیٰ جان رحمت نے کبھی بھی ان کے لیے بددعا نہ فرمائی۔ بلکہ ہمیشہ ان کی ہدایت کے لیے دعا فرماتے رہے۔ یہاں پر غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ مصطفیٰ جان رحمت جب اپنے دشمنوں پر اس طرح رحم و کرم کی بارش برسا سکتے ہیں تو پھر اپنے غلاموں پر کس قدر شفقت و رحمت فرماتے ہوں گے۔

پڑھئے درود پاک **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما دائما علیک یارسول اللہ.**

برادران ملت! ہماری زندگی! ہماری بندگی ہماری تجارت ہماری زراعت، ہماری نجات، ہماری مغفرت، سب کے سب حضور رحمت عالم ﷺ ہی کے صدقہ وطفیل میں ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہمیں جو کچھ ملا ہے اور جو کچھ ملے گا۔ حضور ہی کے صدقہ میں ملا ہے اور انہیں کے صدقہ میں ملے گا اور اسی خزانہ رحمت سے ملا ہے جس خزانہ رحمت میں کوئی کمی نہیں ہے۔

کس بات کی کمی ہے آقا تری گلی میں　　دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

حضور تاجدار مدینہ ﷺ اللہ کی رحمت ہیں اور ہمیں اللہ کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ اس بارگاہ رحمت سے ہمیں سب کچھ ملا اور سب کچھ ملتا ہے اور سب کچھ ملے گا۔ اسی لیے تو امام اہلسنت آقائے نعمت، مجدد دین وملت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے　　دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

حضرات گرامی! ہمارے حضور تاجدار مدینہ ﷺ رحمت مجسم ہیں اور آپ کی تعلیم بھی تعلیم رحمت ہے۔ آج کل ہر جگہ جنگ وجدال قتل وقتال عام ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضور رحمت عالم ﷺ کی تعلیم رحمت اور ارشاد پاک پر عمل کیا جائے تو یہ ساری برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ آقا نے فرمایا تھا۔ اے لوگو! اپنے درمیان سلام کی رسم عام کرو۔ میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا یہی ارشاد اگر اپنا لیا جائے تو معاشرے کی ساری خرابیاں دور ہو جائیں گی۔ کتنی اچھی تعلیم ہے یعنی مسلمان آپس میں ملیں تو ایک کہے السلام علیکم اور دوسرا جواب دے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ جملہ تو مختصر سا ہے مگر اس میں امن وسلامتی کا بہت بڑا درس موجود ہے۔ یعنی سلام کرنے والا اپنے بھائی کی عافیت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دین ودنیا کو سلامت رکھے۔ میں تیری جان، تیری آبرو اور تیرے مال کی حرمت تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں دوسرا بھائی بھی کہتا ہے میں تیری جان ومال کی خیر چاہتا ہوں، گویا السلام علیکم اور وعلیکم السلام دو مسلمان بھائیوں میں امن وامان کے ساتھ رہنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔ اور اس معاہدہ کے بعد دونوں ہاتھ ملا کر یعنی مصافحہ کر کے اس معاہدے کو پکا کرتے ہیں۔ گویا عمر بھر امن وامان صحت وسلامتی اور خیر وعافیت کے ساتھ رہنے کی فضا پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے حضور رحمت عالم ﷺ کی صرف ایک تعلیم کا۔ اگر اسی پر صحیح معنوں میں عمل شروع ہو جائے تو میں پورے یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ روزمرہ کی جنگ وجدال اور قتل

وخونریزی سے نجات مل جائے گی۔ اور ہر طرف امن وسکون کی فضا قائم ہو جائے گی۔ مگر افسوس کہ ہم نے رحمت عالم کی تعلیم کو بھلا دیا ہے اور فیشن کی رو میں بہہ کر سلام کرنے کا انداز ہی بدل ڈالا ہے۔

برادران اسلام! وقت کی کمی کے پیش نظر اپنی گفتگو کو ختم کر رہا ہوں۔ پھر زندگی نے ساتھ دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں تفصیلی گفتگو ہوگی۔ ابھی میں صرف اتنا عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ رحمت عالم ﷺ کی تعلیم کو اپنایا جائے کیوں کہ اسی میں امن وعافیت اور سکون وراحت ہے۔

دونوں عالم میں تجھے مطلوب گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (اے محبوب) ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بھائیو! آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم ﷺ کو اپنا کر دین ودنیا کی فلاح کے مستحق بن جاؤ۔ پروردگار عالم ہم تمامی مسلمانوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم سبھی لوگ رحمت عالم کی تعلیم رحمت سے مستفیض ہو سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(٦) چھٹی تقریر

درود پاک مصطفےٰ ﷺ

ساقی کوثر

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم　　مرسل داور، خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نور مجسم، نیّر اعظم، سرور مونس آدم　　نوح کے ہمدم، خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
فخر جہاں ہیں، عرش مکاں ہیں، شاہ شہاں ہیں سیف جہاں ہیں　　مالک جنت، ساقی کوثر، صلی اللہ علیہ وسلم
سرو چراغاں نور خراماں، نیر تاباں، روئے درخشاں　　سنبل پیچاں، زلف معنبر صلی اللہ علیہ وسلم
چشمہ جاری، خاصہ باری، گرد سوری باد بہاری　　آئینہ داری، فخر سکندر صلی اللہ علیہ وسلم
مہر سے مملو ریشہ ریشہ، نعت امیر ہے اپنا پیشہ　　ورد ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

درود پاک مصطفےٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما. صدق اللہ مولٰنا العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العلمین

حضرات گرامی! میں درجہ عربی وفارسی کا ایک چھوٹا سا طالب علم

ہوں، میرے لئے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی و نیک بختی اور کیا ہوسکتی ہے کہ مجھ ناچیز سے فرمائش کی گئی ہے کہ میں اس بزم ذکر رسول میں درود وسلام کے دینی اور دنیوی فوائد سے متعلق واقعات واحکامات عرض کروں۔

برادران اسلام! آپ تمامی حضرات سے پرخلوص گزارش ہے کہ آپ ہماری باتوں کو نہایت ہی غور سے سماعت فرمائیں اور ساتھ ہی ساتھ ہماری حوصلہ افزائی بھی کریں۔ آیئے کچھ عرض کرنے سے پہلے بارگاہ رسالت میں ہدیۂ درود وسلام عرض کریں، پڑھئے باآواز بلند درود شریف:

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ

حضرات گرامی! عنوان مذکورہ پر کچھ لب کشائی سے قبل درود شریف سے متعلق ایک نظم سماعت فرمایئے اور میرے ساتھ آپ لوگ بھی پڑھئے

کیوں نہ پڑھیں صبح ومسا صل علی محمد — پڑھتا ہے جبکہ خود خدا صل علی محمد
جس نے بھی دل سے پڑھ لیا صل علی محمد — ہو گیا بس وہ بخدا صل علی محمد
مظہر شان کبریا، چشم وچراغ انبیاء — آئینہ خدا نما صل علی محمد
ابر کرم ہیں مصطفےٰ بحر سخا ہیں مصطفےٰ — کیوں نہ ہوں وہ جہاں فدا صل علی محمد
دل میں ہو جلوہ گر فدا صل علی محمد — چمکا جو نور مصطفےٰ صل علی محمد
نام نبی جو آگیا، ایسا مزہ مجھے ملا!! — مل گئے لب سے لب میرے صل علی محمد
پائی حیات جاوداں، غم سے ملی اسے اماں — پڑھتا ہوا جو مرگیا صل علی محمد

حضرات گرامی! خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا سیدھا اور سادہ ترجمہ یہ ہے کہ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام خوب بھیجو۔

محترم حضرات! اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا صرف ایماندار بندوں کا حق ہے اس لیے ایماندار بندوں

سے گزارش ہے کہ ایک مرتبہ عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ حضور شافع یوم النشور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں تحفہ صلوۃ وسلام عرض کریں،

پڑھئے باآواز بلند درود شریف: **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما دائماً علیک یارسول اللہ**

برادران اسلام! آیت مذکورہ میں ایماندار بندوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نبی پر درود وسلام بھیجو، اور خدا کے حکم پر عمل کرنا عبادت ہے لہٰذا درود وسلام پڑھنا عبادت ہے۔

حضرت مولانا شاہ نقی علی بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' میں تحریر فرمایا ہے کہ درود وسلام کا ثواب عبادت بدنیہ، مالیہ اور قولیہ سے اعلیٰ ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین شخص عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تین شخص کون ہیں؟ فرمایا جو میرے غمگین امتی کا غم دور کرے اور جو میری سنت کو زندہ کرے اور جو مجھ پر بہت درود بھیجے (سرور القلوب)

حضرات گرامی! شفا شریف میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جارہا تھا، ایک مقام پر پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوا ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ ایک آواز آئی، بڑی پیاری آواز تھی، الفاظ یہ تھے:

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

شیر خدا فرماتے ہیں کہ میں نے چاروں طرف دیکھا آواز تھی مگر آواز دینے والا نظر نہیں آرہا تھا دوبارہ پھر وہی آواز آئی مگر دکھائی نہیں دیا، تب میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ان پہاڑوں میں آپ کا کون عاشق ہے جو اس طرح جذبۂ عقیدت ومحبت سے درود پڑھ رہا ہے، حضور نے فرمایا کہ تمہیں وہ پہاڑ نظر

آرہا ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس کے اوپر ایک چوٹی نظر آتی ہے؟ میں نے کہا ہاں اس کے اوپر ایک پتھر موجود ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو حضور نے فرمایا وہی پتھر مجھ پر درود سلام پڑھ رہا ہے۔ (شفاء شریف)

سبحان اللہ! پتھر ہوکر بارگاہ رسالت میں باانداز والہانہ ہدیۂ صلوۃ وسلام عرض کرے اور ہم بشر بلکہ اشرف المخلوقات ہوکر اتنی بڑی نعمت سے محروم رہیں،

پڑھئے بلند آواز سے درود شریف: **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ**

حضرات گرامی! مولائے روم نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ ایک بار حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ہم چمن میں جاکر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستے ہیں، پھر اسے اپنے چھتوں میں اگل دیتے ہیں، بس وہی شہد ہے، آقا نے فرمایا کہ پھولوں کے رس پھیکے ہوتے ہیں اور شہد میٹھا یہ بتاؤ کہ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ تو مکھی نے عرض کیا۔

گفت ماخوانیم بر احمد درود — می شود شریں و تلخی را ربود

(مثنوی مولانا روم)

یارسول اللہ! چمن سے اپنے گھر تک آپ پر درود شریف پڑھتے ہوئے آتے ہیں، اے میرے آقا! شہد کی یہ لذت اور مٹھاس آپ پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے ہے...... سبحان اللہ! ہم مسلمانوں کو شہد کی مکھی سے درس عبرت حاصل کرنا چاہئے اور یقین کامل رکھنا چاہئے کہ اگر ہم بخلوص عقیدت ومحبت اپنے آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں درود وسلام عرض کریں تو یقیناً ہماری عبادت میں بھی مقبولیت کی مٹھاس وشیرینی پیدا ہوجائے گی۔

پڑھئے درود پاک: **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ**

برادران اسلام! نزہۃ المجالس میں مذکور ہے کہ ایک شخص ظالم بادشاہ کے خوف سے جنگل کی جانب بھاگا اور وہاں ایک گوشہ میں بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا پھر خداوند قدوس سے بکمال خشوع دعا کی کہ مالکا، خداوندا! میں تیرے پیارے حبیب سید عالم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس ظالم بادشاہ کے شر سے نجات عطا فرما، خدا کی شان دیکھئے کہ ابھی وہ دعا سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک آواز آئی کہ محمد ﷺ کا وسیلہ تمام وسیلوں سے اعلیٰ وسیلہ ہے، ہم نے تیری دعا قبول کی، اور تیرے دشمن کو ہلاک کردیا...... یہ مژدۂ جانفزا سن کر وہ شخص شہر میں واپس آیا، تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم بادشاہ مرچکا ہے اور اہل دنیا اس کے ظلم سے نجات پاگئے۔ (نزہۃ المجالس)

برادران اسلام! اس واقعہ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ درود شریف کی برکت سے جابر وظالم انسان کے ظلم وجبر سے نجات مل جایا کرتی ہے۔

پروردگار عالم ہم سبھوں کو اپنے پیارے حبیب تاجدار مدینہ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں بکثرت درود وسلام عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ حضرات آمین کہئے۔

برادران ملت! وقت بہت زیادہ ہوگیا ہے اس لیے صرف ایک واقعہ اور سن لیجئے۔ رونق المجالس میں مذکور ہے کہ بلخ کا ایک تاجر تھا جو بہت ہی مالدار تھا، اس کے دو لڑکے تھے، جب تاجر کا انتقال ہوگیا تو ان دونوں لڑکوں میں مال تقسیم ہونے لگا، اس تاجر کے پاس دنیا کی دولت کے علاوہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے، دونوں لڑکوں نے ان میں سے ایک ایک بال مبارک لے لیا اور ایک بال مبارک بچ گیا تو بڑے لڑکے نے کہا کہ اس میں دو حصے ہونے چاہئیں مگر چھوٹا لڑکا اس تقسیم پر راضی نہ ہوا، اس نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز یہ گوارہ نہیں کروں گا، کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے مقدس بال کے دو ٹکڑے کئے جائیں، یہ سن کر بڑے لڑکے نے کہا کہ اگر تم کو موئے مبارک سے اتنی ہی عقیدت ومحبت ہے تو تم اپنے حصے کی ساری دولت مجھے دے دو اور میں رسول اللہ کے تینوں موئے مبارک تمہارے حوالے کر دیتا ہوں، چھوٹے لڑکے نے بخوشی

منظور کرلیا، اور اپنا سارا مال اپنے بڑے بھائی کو دے کر رسول اللہ کے تینوں موئے مبارک اپنے پاس رکھ لئے۔ اب اس کا یہ معمول ہو گیا کہ روزانہ موئے مبارک کی زیارت کرتا اور بکثرت درود شریف پڑھتا، خداوند قدوس کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ بڑے لڑکے کا مال روز بروز گھٹنے لگا، یہاں تک کہ بہت کم ہو گیا، اور چھوٹے لڑکے کے مال میں موئے مبارک اور درود پاک کی برکت سے اضافہ ہونے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد چھوٹا لڑکا انتقال کر گیا، اس زمانہ کے بزرگ کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے اس بزرگ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو خدائے تعالیٰ سے حاجت ہو اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر حاضر ہو کر حصول مقصد کے لیے خدائے تعالیٰ سے دعا کرے ...... اس واقعہ کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہو گئی، اب حال یہ ہو گیا کہ کوئی سردار اور امیر اس مقام پر سوار ہو کر نہیں گزرتا بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتا (رونق المجالس)

حضرات گرامی ! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ تاجر کے لڑکے کو جو یہ عظیم مرتبہ ملا وہ صرف حضور ﷺ سے سچی محبت اور درود پاک کی برکت کی وجہ سے ملا اور ساتھ ہی ساتھ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہونا، ان کو ایصال ثواب کرنا، صاحب قبر کے وسیلہ سے خدائے تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرنا بالکل جائز اور درست ہے۔ ہاں البتہ! صاحب مزار کو خدا سمجھ کر اپنی حاجت طلب کرنا بالکل حرام اور گناہ عظیم ہے۔

الحمد للہ، ہم اہل سنت صاحب مزار کو اللہ نہیں بلکہ اہل اللہ سمجھتے ہیں، اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

خدائے تعالیٰ ہم سبھوں کو اہل اللہ کی تعظیم و توقیر کی توفیق رفیق عطا فرمائے،

آمین یارب العلمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۷) ساتویں تقریر

کلمۂ طیبہ

گرے پڑے ہیں جو اوندھے بتان دیر وحرم
یہ کس نے دی ہے اذاں لا الٰہ الا اللہ

لا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

ہے کس کے لب پہ اذاں لا الٰہ الا اللہ
زمیں ہو کہ زماں لا الٰہ الا اللہ
یہ نظم وحسن جہاں دیکھتی ہیں جب آنکھیں
وہی زبان پہ ظاہر بیاں میں ظاہر
وہ گم نہیں کہ اسے ڈھونڈنے کہیں جاؤں
مصیبتوں میں یہی مومنوں کی ڈھارس ہے
دوائے درد محبت جمال جان جہاں
یہی حقیقت کبریٰ امانت عظمیٰ
گرے پڑے ہیں جو اوندھے بتان دیر وحرم

لرز رہا ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
مکین ہو کہ مکاں لا الٰہ الا اللہ
پکارتی ہے زباں لا الٰہ الا اللہ
وہی ہے دل میں نہاں لا الٰہ الا اللہ
ہے شش جہت سے عیاں لا الٰہ الا اللہ
وہ پیر ہو کہ جواں لا الٰہ الا اللہ
علاج قلب تپاں لا الٰہ الا اللہ
کہ اندرون جہاں لا الٰہ الا اللہ
یہ کس نے دی ہے اذاں لا الٰہ الا اللہ

یہ کیا چھیں وچناں لا الٰہ الا اللہ

کلمۂ طیبہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ الطیبین واصحابہ الطاهرین

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امنو باللہ ورسولہ، صدق اللہ مولانا العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علیٰ ذالک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد للہ رب العلمین

محمد کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

محمد کی محبت آن ملت شان ملت ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
پدر مادر، برادر مال وجان اولاد سے پیارا

حضرات گرامی ! آج کی اس بزم رحمت ونور میں کلمہ طیبہ سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر قبل اس سے کہ میں کچھ بیان کروں، مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اور آپ اپنے آقا ومولیٰ حضور سید الانبیاء محبوب کبریا ﷺ کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کریں، پڑھئے باآواز بلند درود شریف۔

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ۔

حضرات محترم ! حدیث شریف کے اندر صلوٰۃ وسلام کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ حضور محبوب داور، ساقی حوض کوثر شافع روز محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا، اور اس کی دس خطائیں بخش دے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

حضور شفیع المذنبین ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کی موت کے بعد تمام مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے استغفار کریں۔

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایک دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ

سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف بھیجا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں دعائیں کثرت سے مانگتا ہوں تو اس میں سے حضور پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں آقا نے فرمایا جو تم چاہو، میں عرض کی چوتھائی؟ فرمایا جو تم چاہو مگر اس میں اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے، تو میں نے عرض کی تو کل وقت درود ہی کے لیے مقرر کرلوں؟ فرمایا ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

میرے دینی بھائیو ! مذکورہ احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ درود شریف مغفرت کا ذریعہ ور سعادت دارین کا وسیلہ ہے جو وقت بھی اس میں صرف ہو جائے برکت ہی برکت ہے، اس لیے جب بھی آپ حضرات سے درود شریف پڑھنے کی گزارش کی جائے تو خاموش نہ بیٹھے رہا کیجئے بلکہ نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں جھوم جھوم کر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیجئے اور خالی جھولیوں کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر لیجئے۔

کیونکہ اس میں بخل اور حرماں نصیبی ہے، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے لہٰذا پھر میں آپ سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ ایک مرتبہ اور حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ محبت نچھاور کریں۔ **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ**

محترم حضرات ! میں نے خطبہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس میں خالق کائنات جل شانہ فرما رہا ہے (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر یعنی تم اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی کوئی عبادت وپرستش کے لائق نہیں، اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اور کلمہ طیبہ کا ترجمہ بھی یہی ہے۔

میرے بھائیو! ذرا ایک مرتبہ ہم اور آپ اسی کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کرلیں، پڑھئے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

حضرات! یہی کلمہ طیبہ اسلام کا دروازہ اور دین وایمان کی بنیاد ہے۔ یہی وہ کلمہ ہے جس کو کافرین ومشرکین بھی قبول کر کے اور اعتقاد کے ساتھ پڑھ کر اسلامی دائرے میں آئے، مومنین ومسلمین کے لقب سے ملقب ہوئے اور نجات کے مستحق بن گئے۔

حضرات گرامی! اس کلمہ کے دو جز ہیں پہلے میں خدائے تبارک وتعالیٰ کی توحید اور دوسرے جز میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔ اگر کسی نے کہا لا الہ الا اللہ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی ذات نہیں جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو، بس اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ہستی ہے جو عبادت وبندگی کے قابل ہے کیونکہ وہی ہمارا اور سب کا خالق ومالک ہے، وہی پالنے والا ہے اور روزی دینے والا ہے وہی مارنے اور جلانے والا ہے۔ بیماری اور تندرستی امیری اور غریبی اور ہر طرح کا بناؤ بگاڑ اور نفع اور نقصان صرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اور اس کے سوا زمین وآسمان میں جو ہستیاں ہیں خواہ انسان ہوں یا فرشتے سب اس کے بندے اور اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک اور سا جھی نہیں اور نہ ہی اس کے حکموں میں الٹ پلٹ کا کوئی اختیار ہے، اور نہ اس کے کاموں میں دخل دینے کی کسی کو مجال ہے لہذا بس وہی اس لائق ہے کہ اس کی بندگی اور پرستش کی جائے، اسی کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگی جائے کیونکہ وہی حقیقی مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے یعنی ساری دنیا کا بادشاہ ہے، اور سب حاکموں سے بالاتر اور بڑا حاکم ہے، لہذا ضروری ہے کہ اس کے حکم کو مانا جائے اور پوری وفاداری کے ساتھ اس کے حکموں پر چلا جائے، اور اسکے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے کا کوئی حکم ہرگز تسلیم نہ کیا جائے، اگر چہ اپنا باپ ہی ہو، یا حاکم وقت ہو یا کوئی پیارا دوست ہو یا خود دل کی خواہش اور اپنے جی کی چاہت ہو۔

الغرض۔ جب ہم نے جان لیا اور مان لیا کہ بس ایک اللہ ہی عبادت اور بندگی

کے لائق ہے اور ہم صرف اسی کے بندے ہیں تو چاہئے کہ ہمارا عمل بھی اسی کے مطابق ہو اور دنیا کے لوگ دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ صرف اللہ کے بندے ہیں، صرف ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں، اسی کو پوجتے ہیں، اور اسی کے لیے جیتے اور اسی کے لیے مرتے ہیں الغرض، **لا الہ اللہ** ہمارا اقرار اور اعلان ہے۔ **لا الہ الا اللہ** ہمارا اعتقاد اور ایمان ہے۔ **لا الہ الا اللہ** ہمارا عمل اور ہماری شان ہے۔

کیونکہ **لا الہ الا اللہ** ہی دین کی بنیاد کی پہلی اینٹ اور سارے نبیوں کا سب سے اہم اور اول سبق ہے۔ اور دین کی تمام باتوں میں اس کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ خدائے تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور **لا الہ الا اللہ** دوسرے پلڑے میں تو **لا الہ الا اللہ** کا پلڑا بھاری ہوگا۔ (شرح السنہ)

میرے دینی بھائیو! اور بہنو! **لا الہ اللہ** میں یہ فضیلت اور وزن اسی لیے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد واقرار ہے یعنی صرف اسی کی عبادت وبندگی کرنے اور اسی کے حکموں پر چلنے اور اسی کو اپنا مقصود ومطلوب بنانے اور اسی سے لو لگانے کا فیصلہ ومعاہدہ ہے اور یہی اسلام وایمان کی روح ہے۔

برادران اسلام! اب تک تو آپ نے کلمہ کے پہلے جز یعنی، **لا الہ الا اللہ** کا بیان سنا اب کلمہ طیبہ کے دوسرے جز کا بیان سنئے ہمارے کلمہ کا دوسرا جز ہے **محمد رسول اللہ** یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں، اس میں حضور آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول خدا ہونے کا اقرار اور اعلان ہے، حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے اور آپ نے جو کچھ بتلایا ہے اور خدا کی عطا سے غیب کی جو بھی خبریں دی ہیں، وہ سب صحیح اور بالکل حق ہیں، مثلاً قرآن مجید کا خدا کی طرف سے ہونا، فرشتوں کا ہونا قیامت کا آنا، قیامت کے بعد مردوں کا پھر سے زندہ

کیا جانا اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت ودوزخ میں جانا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے رسول خدا ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے جو باتیں اس طرح کی دنیا کو بتلائی ہیں، وہ سب بالکل حق اور صحیح ہیں، جن میں شک وشبہ کی کچھ گنجائش نہیں۔ اور اسی طرح آپ نے لوگوں کو جو ہدایتیں کیں اور جو احکام دیئے وہ سب دراصل خدائی احکام اور خدائی ہدایات ہیں، جو آپ پر بطور وحی نازل کیے گئے تھے۔

میرے بھائیو! آپ نے اسی سے سمجھ لیا ہوگا کہ کسی کو رسول ماننے سے خود بخود یہ لازم آجاتا ہے کہ اس کی ہر ہدایت اور ہر حکم کو مانا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا رسول اسی واسطے بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو وہ احکام بھیجے جن پر وہ بندوں کو چلانا چاہتا ہے۔ قرآن عظیم میں فرمایا گیا ہے۔ **وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ** اور ہم نے ہر رسول کو اسی لیے بھیجا کہ ہمارے فرمان سے اس کی اطاعت کی جائے یعنی اس کے حکموں کو مانا جائے۔

الغرض رسول محترم پر ایمان لانے اور ان کو رسول ماننے کا مقصد ومطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ان کی ہر بات کو بالکل حق مانا جائے، ان کی تعلیم وہدایت کو خدا کی تعلیم وہدایت سمجھا جائے اور ان کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کرلیا جائے، پس اگر کوئی شخص کلمہ تو پڑھتا ہو مگر اپنے متعلق اس نے یہ طے نہ کیا ہو کہ میں حضور ﷺ کی بتلائی ہوئی ہر بات کو بالکل حق اور ان کے خلاف تمام باتوں کو غلط جانوں گا اور ان کی شریعت اور ان کے حکموں پر چلوں گا تو وہ دراصل مومن اور مسلمان ہی نہیں بلکہ حقیقۃً اس نے مسلمان ہونے کا مطلب ہی نہیں سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ کر حضور تاجدار مدینہ ﷺ کو خدا کا برحق رسول مان لیا تو ہمارے لیے ضروری ہو گیا کہ ان کے حکموں پر چلیں اور ان کی تمام باتوں کو مان لیں اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر پورا عمل کریں کلمہ طیبہ یعنی **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اصل میں ایک عہد واقرار ہے اس بات کا کہ میں قابل پرستش اور لائق عبادت صرف خدا کو ہی سمجھتا ہوں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدا کا برحق رسول تسلیم کرتا ہوں، اس لیے اب میں امتی کی

طرح ان کی اطاعت وپیروی کروں گا، اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتا رہوں گا۔

دراصل اسی عہد واقرار کا نام ایمان ہے اور توحید ورسالت کی شہادت دینے کا بھی یہی مقصد ہے، اسی لیے کلمہ پڑھنے والے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے کو اس عہد وشہادت کا پابند سمجھے اور اپنی زندگی اسی اصول کے مطابق گزارے تاکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک سچا مومن ومسلم ہو اور نجات وجنت کا حقدار ہو۔ ایسے خوش نصیبوں کے لیے بڑی بشارتیں آئی ہیں۔ جو کلمہ طیبہ کو سچے دل سے پڑھیں اور دل وزبان اور عمل سے اس کی شہادت دیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا کہ۔

جس نے سچے دل سے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی شہادت دی، تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ اس پر حرام کردی ہے۔ (بخاری شریف)

میرے دینی بھائیو! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی حقیقت اور اس کے وزن کو خوب سمجھ کر دل وزبان سے اس کی شہادت دو اور فیصلہ کرلو کہ اپنی زندگی اس شہادت کے مطابق گزاریں گے تاکہ ہماری شہادت جھوٹی نہ ٹھہرے، کیوں کہ اس شہادت ہی پر ہمارے اسلام کا اور ہماری نجات کا دارومدار ہے۔ اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں۔ پروردگار عالم جل شانہ ہمیں اور سارے مسلمانوں کو اس بات کی توفیق بخشے کہ ہماری زندگی اس شہادت کے مطابق گزرے۔ آمین

یاارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۸) آٹھویں تقریر

نور نماز

پیش نظر ہے خالق اکبر نماز میں — جھکتے ہیں خود سروں کے بھی خود سر نماز میں
تفریق ذات گھر میں خدا کے مٹائیے — شاہ و گدا کھڑے ہیں برابر نماز میں

لطف نماز

کھول کے دیکھ چشم دل لطف ہے کیا نماز میں — آتا ہے ہر طرف نظر نور خدا نماز میں
بوڑھا ہو یا جوان ہو سب پر نماز فرض ہے — بچے کو دس سال کے، مار کے لا نماز میں
ان کی نماز دیکھیے جو ہیں شفیع عاصیاں — شام کو ہو گئے کھڑے تو صبح کی نماز میں
دیکھو امام تشنہ لب کیسے تھے عاشق نماز — تیغ تھی حلق پر رواں سر تھا جھکا نماز میں

نور نماز

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین واٰلہ واصحابہ اجمعین اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر

اے عزیزو! فرض ہے ہر طرح سے تم پر نماز — ہے یہ واجب ہر جگہ مسجد میں ہو پڑھ کر نماز
جان و دل کو ہمیشہ رکھتی ہے خوش تر نماز — جامہ و رحمت ہے پاس اور ہم ہو اطہر نماز
مرد و عورت [illegible] — چاہئے پڑھتے رہیں چھوٹے بڑے گھر گھر نماز
ظہر و جمعہ و مغرب اور عشاء کی رات ان — پنجگانہ پڑھو جماعت سے ہمیشہ ہر نماز
سے بہت [illegible] معاف — شادی ہو یا غم کسی حالت میں ہو مومن پر نماز

برادران ملت! سب سے پہلے ہم اور آپ گنبد خضریٰ میں آرام فرمانے والے آقا حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کریں۔

پڑھئے باآواز بلند **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوٰۃ وسلاما علیک یارسول اللہ**

برادران اسلام! آج کی اس بزم میں نماز سے متعلق کچھ لب کشائی کی ہمت کرنا چاہتا ہوں، مجھے آپ کی پرخلوص نوازش کے تحت یقین کامل ہے کہ آپ ساتھ ہی اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔
خطبہ کے بعد میں نے جس آیت مقدسہ کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ سننے سے پہلے نماز سے متعلق وجد آفریں اور روح پرور اشعار سماعت فرمائیے۔

رکن ہے اسلام کا بنیاد ملت ہے نماز — جان ایمان و دین تکلف شریعت ہے نماز
لازوال و بے بہا دنیا میں نعمت ہے نماز — کام آتی ہے سب کی دولت ہے نماز
عاشقان باوفا کے واسطے معراج ہے — ہو یقیں تو منبع انوار رحمت ہے نماز
معرفت ہو یا طریقت اس کے درجے ہیں تمام — شوق ہو دل میں تو سرتاپا فضیلت ہے نماز

حضرات گرامی! خدائے قدیر کا ارشاد گرامی ہے **ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر** بیشک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے منع کرتی ہے۔ حضور تاجدار مدینہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **الصلوٰۃ عماد الدین من اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین** نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز قائم رکھی اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز چھوڑ دی اس نے دین کو برباد کیا۔

عزیزان محترم! ایمان اور عقیدہ کے بعد مذہب اسلام کے اندر تمام عبادتوں میں افضل اور تمام فرائض میں اہم نماز ہے اگر اخلاص قلب سے نماز پڑھی جائے تو اس کی برکت سے تمام گناہ صغیرہ ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت

ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ جاڑے کے موسم میں مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے، پت جھڑ کا زمانہ تھا ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو حضور ﷺ نے حرکت دی تو اس کے پتے گرنے لگے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوذر کو پکارا انہوں نے عرض کی "حاضر ہوں یارسول اللہ" تو حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب صرف خدا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے بدن سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے۔
سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! اگر تم لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو اور اس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا، صحابہ کرام نے فرمایا نہیں یارسول اللہ ﷺ اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہیگا، تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بس یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، خدائے غفار وقدیر ان پانچوں نمازوں کی برکت سے نمازی کے تمام گناہوں کو دور فرما دیتا ہے۔
سبحان اللہ سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر نماز کی محبوبیت وافضلیت اور کیا ہو سکتی ہے کہ نمازی جب اخلاص قلب اور للّٰہیت کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے تو خدائے وحدہ لاشریک لہ خوش ہو کر اس نمازی بندے کے سر سے گناہ کا بوجھ اتار کر اسے پاک وصاف کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے اندر ایمان وعقیدہ کے بعد افضلیت ومحبوبیت میں تمام اعمال سے افضل اور تمام عبادات سے بہتر نماز ہے۔ نماز ہی وہ عبادت ہے جس کے ذریعہ مومن کو خدائے تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔
چنانچہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندے کو سب سے زیادہ نزدیکی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ سربسجود ہوتا ہے۔
میرے بھائیو! آپ ہی بتاؤ کون ایسا مسلمان ہوگا جو خدائے تعالیٰ کی نزدیکی کا متمنی نہ ہو میں تو پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کی سب سے

بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی ہے کہ خدا کی نزدیکی اسے حاصل ہو جائے اور پروردگار عالم اسے اپنا مقرب بنا لے مگر افسوس صد افسوس کہ آج ہم اس سے قطعی غافل اور لاپرواہ ہیں۔
عزیزان ملت اسلامیہ! آپ یقین کریں کہ رب کائنات بڑا ہی مہربان اور نہایت رحم وکرم والا ہے۔ جب کوئی بندہ اس کی بارگاہ بے نیاز میں نیازمندی کا انداز پیش کرتا ہے اس کے حضور اپنی ناک سجدہ میں رگڑتا ہے اور **سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ** کہہ کر اس کی عظمت وتقدس اور اس کی بڑائی اور بزرگی کا اقرار کرتا ہے تو خدائے وحدہ لاشریک اپنے اس بندے کی جبین نیاز کو کسی غیر کے آگے جھکنے نہیں دیتا ہے، بلکہ اس بندے کی پیشانی کو اتنا بلند فرما دیتا ہے کہ دنیا کی ہر شئی اس بندے کی عظمت وسطوت اور شوکت ودبدبہ کو جھک کر سلام کرنے لگتی ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

برادران اسلام! یہ نماز تمام کامیابیوں کی ضمانت ہے، نماز رضائے الٰہی کا سبب ہے، نماز نگاہ مصطفیٰ کی ٹھنڈک ہے، نماز فرشتوں کی پسندیدہ شئی ہے، نماز انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، نماز سکون قلب ہے، نماز راحت جان ہے، نماز مومن کا نور ہے، نماز دل کا سرور ہے، نماز دشمنوں کے مقابلے کے لئے ہتھیار ہے، نماز چراغ قبر ہے، نماز مومن کی معراج ہے، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز قرار دل مسلم ہے، نماز آتش جہنم کے لئے آڑ ہے، نماز دعا کی مقبولیت کا ذریعہ ہے، نماز منکر نکیر کے جواب میں آسانیاں پیدا کرتی ہے، نماز دلوں کو نورانیت عطا کرتی ہے، نماز اخوت ومساوات کا درس دیتی ہے، نماز بے حیائیوں اور برائیوں کو دور کرتی ہے، نماز مفلسی، تنگدستی اور مفلوک الحالی سے نجات دیتی ہے۔ نماز مشکلوں اور پریشانیوں کو دور کرتی ہے، اس لیے کہ

نماز، اسلام کا رکن خصوصی، حکم یزدانی — نماز اصل عبادت، غایت معراج روحانی
نماز آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا چین ایمان کی خوشبو — نماز انسانیت کی جان، روح ذکر اللہ ہو
نماز اقرار عبدیت کا اسرار زینہ ہے — نماز اللہ سے ملنے کا بہتر قرینہ ہے
نماز آب زلال رحمت رب دو عالم ہے — یہی تسکین غم اور زخم دل کا سرد مرہم ہے
نماز آوازہ تعظیم ملت ہے زمانہ میں — نماز اک آکہ تبلیغ وحدت ہے زمانہ میں
نماز انعام حق کے شکر کا بہتر طریقہ ہے — نماز اظہار احسانات خالق کا سلیقہ ہے
نماز آئینہ دل پر جلا کرتی ہے دنیا میں — مقام زندگی سے آشنا کرتی ہے دنیا میں
نماز اندوہ عصیاں کی سیاہی دل سے دھوتی ہے — اسی سے عاقبت اندیش کی تسکین ہوتی ہے

درود پاک پڑھ لیا جائے:

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلو علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی ! آج لوگ ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں کہ جو عروج وارتقاء اور سرفرازی و سربلندی پہلے کے مسلمانوں کو حاصل تھی وہ ہمیں کیوں حاصل نہیں۔

تو محترم بزرگو اور دوستو! اس کا سیدھا جواب صرف یہ ہے کہ

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

پہلے مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان تھے، وہ سربسجود ہوکر بارگاہ خداوندی میں **سبحان ربی الاعلی** عرض کرتے تھے تو خداوند قدوس بھی ان کے لیے **انتم الاعلون** فرماتا تھا آج ہم نے احکام قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے فرامین رسالت کو بالائے طاق رکھ دیا۔ **سبحان ربی الاعلی** کہنا ترک کر دیا، بارگاہ خداوندی میں سرجھکانا چھوڑ دیا۔ تو خلاق کائنات نے بھی **انتم الاعلون** کا مصداق بنانا چھوڑ دیا ہے پہلے کے لوگ غازی بھی تھے اور نمازی بھی، میدان جنگ کے مجاہد بھی

تھے اور عابد بھی۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اگر کسی سے نماز پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے ہم غازی ہیں غازی، آپ نے کیا سمجھا؟ یعنی جو غازی ہو وہ پکا بے نمازی، **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** خدائے تعالے ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

تاریخ کے اوراق شاہد عدل ہیں کہ پہلے مسلمانوں نے میدان جنگ میں بھی نماز ترک نہیں فرمائی، اسی لیے ڈاکٹر اقبال نے کہا

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

آج محبت رسول کا دعوی کرتے ہیں مگر عمل کے اعتبار سے بالکل صفر نظر آرہے ہیں، اگر ہمیں حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ سے سچی محبت ہوتی تو ہم ضرور ضرور نماز پڑھتے، اس لیے کہ نماز میرے رسول کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، جیسا کہ دین و دنیا کے مختار سید ابرار واخیار ہم غریبوں کے مونس و غمخوار حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ** میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے۔ یعنی جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے تو گویا وہ نبی محترم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے، ٹھنڈک پہونچانے کا مطلب یہ نہیں کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو آپ کی آنکھوں میں ٹھنڈی ہوا لگتی ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہے کہ آپ کو انتہائی درجہ کی خوشی حاصل ہوتی ہے یہی وجہ کہ ہمارے اسلاف نے محبت رسول کے جذبات سے سرشار ہوکر ہر دکھ اور ہر تکلیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے تلواروں کے سائے میں نماز ادا کی، فرائض کے علاوہ دن رات میں ہزار ہزار رکعت نفل نمازیں پڑھیں اور اس طرح ان نفوس قدسیہ نے حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کی آنکھوں میں ٹھنڈک پہنچائی۔

حضرت بی بی رابعہ بصریہ روزانہ بلاناغہ ایک ہزار رکعت نمازیں پڑھا کرتی تھیں، اور کہتی تھیں کہ میں ان نمازوں کو صرف اس نیت سے پڑھتی ہوں کہ میرے آقاو

مولی حضور تاجدار مدینہ ﷺ مجھ سے خوش ہو جائیں اور قیامت کے دن میرے آقا تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ فرمائیں کہ دیکھو میری امت کی ایک عورت کا دن رات میں یہ عمل ہے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ حضرت بی بی رابعہ بصریہ کا ذوق عبادت کتنا بلند تھا، اور وہ محبت رسول کے جذبات سے کس قدر سرشار تھیں کہ صرف اپنے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ ﷺ کو خوش کرنے کے لیے روزانہ ایک ہزار نفل نمازیں پڑھا کرتی تھیں، کیوں کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ کا ارشاد مبارک معلوم تھا کہ آقا نے فرمایا **جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ** میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے۔

حضرت بی بی رابعہ بصریہ کا یہ اعلان کس قدر ایمان افروز تھا کہ جب رسول محترم ﷺ خوش ہو جائیں گے تو یقیناً خدا بھی خوش ہو جائے گا، کیوں کہ عقائد اسلام کا یہ بہت ہی روشن عنوان ہے اسی لیے تو اعلی حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی المولی تعالے عنہ فرماتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد !

حضرات! مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ خدا کی رضا اور ناراضگی کی کسوٹی اور اسکا دارو مدار ہی اس پر ہے کہ جس سے رسول خوش ہو گئے اس سے خدا بھی خوش ہو گیا، اور جس سے رسول ناراض ہو گئے اس سے خدا بھی ناراض ہو گیا۔ خالق کائنات ہم لوگوں کو بھی پنج وقتہ دل کی حضوری کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین اس لیے کہ

نماز، حضرت عثمان غنی کا درس حسیں — نماز، حضرت مولی علی کا نور جبیں
نماز، جنگ میں فتح مبیں دیتی ہے — عدو دین سے تلوار چھین لیتی ہے
نماز، جان سے پیاری حسین سے پوچھو — رسول پاک کے اس نور عین سے پوچھو
نماز میں جو مزہ ہے بلال سے پوچھو — نماز کیا ہے پیمبر کی آل سے پوچھو
نماز پڑھنے سے راحت نصیب ہوتی ہے — نماز پڑھنے سے جنت قریب ہوتی ہے

نماز رشتہ باطل کو توڑ دیتی ہے — نماز پنجۂ شیطاں مروڑ دیتی ہے
نماز سختی محشر میں کام آئے گی — نماز پہلے قیامت میں پوچھی جائے گی
نماز دیتی ہے انسانیت کا درس عظیم — نماز نعمت عظمی نماز لطف عمیم

پڑھئے درود پاک

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ۔

حضرات گرامی ! جہنم کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے مومن کی نماز سے بہتر کوئی ڈھال نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانی کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے ملنے کے لئے حکیم ابوعلی سینا اپنے وطن مالوف سے خرقان آئے، حضرت ابوالحسن خرقانی سے ملاقات ہوگئی دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یہ کہتے ہوئے حضرت ابوالحسن خرقانی کھڑے ہو گئے کہ بھائی میں نے یہ مٹی دیوار بنانے کے لئے بھگوئی ہے آپ برا نہ مانیں تو میں دیوار بنانے کا کام بھی کرتا رہوں اور آپ سے باتیں بھی کرتا جاؤں پھر کرنی لے کر دیوار بنانے میں مصروف ہو گئے، اتفاق سے کام کرتے ہوئے وہ کرنی آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی حکیم ابوعلی سینا اٹھ کر وہ کرنی آپ کو دینا چاہتے تھے کہ کرنی خود بخود اٹھ کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی حکیم ابوعلی سینا یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کے دل میں آپ سے بہت زیادہ عقیدت پیدا ہوگئی۔

حکیم ابوعلی سینا نے پوچھا کہ حضور! آپ کی ذات میں یہ کمال کس طرح پیدا ہوا کہ ہر شئی آپ کے تابعدار نظر آرہی ہے اور ہر شئی پر آپ کی حکومت کا سکہ چل رہا ہے۔ جاندار سے لیکر بے جان تک سبھی آپ کے تابع فرمان نظر آرہے ہیں یہ سن کر شیخ ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ مجھ میں یہ کمال صرف نماز سے پیدا ہوا ہے اس لئے کہ نماز اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے جو خدا کی عبادت کرتا ہے، قوانین خداوندی کے سانچے میں ڈھل کر اپنی زندگی گزارتا ہے۔ پیغمبر اسلام کے فرامین عالیہ پر عمل پیرا ہوتا

ہے تو تمام مخلوق اس کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا ہی حقیقت افروز ارشاد ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عبادت کی سب سے پہلی سیڑھی یہ ہے کہ انسان نماز کا پابند ہو جائے، اس کی وجہ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے، مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں، دنیا کی ہر آسانی نمازی کو ملتی ہے نماز قبر میں ایک نور بن کر نمازی کو راحت اور اطمینان بخشتی ہے آخرت کی زندگی میں عزت کا سامان بن کر نمازی کو مرتبے عطا کرتی ہے، رسول پاک کی خوشنودی اور خالق کائنات کی محبت و رحمت نمازی کی دستگیر ہوتی ہے مبارک ہیں وہ جو اخلاص قلب اور دل کی حضوری کے ساتھ پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں ہر آن خوف الٰہی سے کانپتے اور لرزتے ہیں، اچھوں کی سہمائیگی اختیار کرتے ہیں، نالائقوں، بدتمیزوں اور آوارہ لوگوں کی صحبت بد سے اجتناب کرتے ہیں۔

پروردگار عالم اپنے نیک اور مقبول بندوں کے طفیل میں ہم سب کو اچھی راہ پر چلنے کی توفیق اور نماز پنج وقتہ ادا کرنے کا سچا ذوق عطا فرمائے۔ آمین۔

یا رب العلمین

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم ور حمۃاللہ و بر کا تہ ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

(۹) نویں تقریر

فلسفۂ زکوۃ

محفل تمنا

اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
جان دے دو وعدۂ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
سائلو دامن سخی کا تھام لو کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا
اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

فلسفۂ زکوۃ

الحمد للہ رب العلمین و العا قبۃ للمتقین و لصلوۃ و السلام علی سید المر سلین و علی الہ الطیبین واصحابہ المطہرین

اما بعد:

فاعو ذ با للہ من الشیطن الر جیم بسم اللہ لر حمن الر حیم

اقیموا الصلوۃ وا توا الزکو ۃ

ہرچہ داری خرچ کن در راہ او **لن تنا لوا البرّ حتی تنفقو ا**

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولی حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ رحمت پناہ میں نہایت ہی خلوص و محبت کے ساتھ صلوۃ و سلام کا ہدیہ پیش کریں۔

پڑھیے باآواز بلند۔ **اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد و بر ک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلا ما علیک یا رسو ل اللہ**

حضرات گرامی! آج نورانی و عرفانی مجلس پاک میں زکوۃ کی فرضیت و اہمیت اور اس کے دینی و دنیوی فوائد سے متعلق کچھ بیان کرنے کی ہمت کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ حضرات نہایت ہی غور سے سنیں گے اور ساتھ ہی حوصلہ افزائی بھی فرمائیں گے۔

حضرات گرامی! مذہب اسلام میں ایمان اور نماز کے بعد زکوۃ کا درجہ ہے اور یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ زکوۃ کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے پاس ایک مقرر مقدار میں مال و دولت ہو وہ ہر سال حساب لگا کر اپنی اس دولت کا چالیسواں حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر، غریب اور مسکین کو دے۔

میرے دینی بھائیو اور بزرگو! ابھی ابھی میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں خدائے تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ نماز پڑھو اور زکوۃ دو، قرآن شریف میں بہت جگہ نماز اور زکوۃ کا اکٹھا ذکر فرمایا گیا ہے، گویا پروردگار عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندو! تم میری عبادت و بندگی میں کسی طرح کی کمی و کوتاہی نہ کرو، نماز روزہ سے تو بدنی عبادت بجا لاؤ اور زکوۃ دے کر مالی عبادت کا ثبوت فراہم کرو!

برادران اسلام! خالق کائنات عزوجل ایک دوسری جگہ ارشاد فرما رہا ہے۔

وویل للمشر کین الذین لا یو تو ن الزکو ۃ وھم بالا خر ۃ ھم کافرون

ان مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور ان کا انجام بہت برا ہونے والا ہے جو زکوۃ ادا نہیں کرتے اور آخرت کے منکر اور کافر ہیں۔

میرے بھولو! آیت کریمہ میں زکوۃ نہ دینے کو مشرکوں اور کافروں کی صفت بتلایا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز نہ پڑھنا اور زکوۃ نہ دینا قرآن عظیم کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی صفت نہیں بلکہ کافروں اور مشرکوں کی صفت ہے۔

میرے بزرگو! زکوۃ نہ دینے والوں کا جو برا اور ہولناک انجام قیامت کے دن ہونے والا ہے جو سزا ان کو ملنے والی ہے وہ اتنی سخت ہے کہ اس کے سننے ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور دل کانپنے لگتا ہے، چنانچہ خدائے تبارک وتعالی کا ارشاد گرامی ہے کہ "اور جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں یعنی (جن پر زکوۃ فرض ہے ادا نہیں کرتے)

اے میرے حبیب! آپ انہیں سخت دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے کہ ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں ان کی کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی، کہ یہ وہی مال و دولت ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کیا تھا تو اب اپنی جمع کردہ دولت کا مزہ چکھو۔ اللہ اکبر

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! آپ نے سنا آج جس دولت سے ہم بڑی محبت کرتے ہیں، اور بڑی محنت سے جمع کرتے ہیں وہی کل ہمارے لئے وبال جان بن جائے گی۔ ہاں البتہ جو لوگ اپنی دولت کی زکوۃ نکال دیتے ہیں ان کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔ درود پاک پڑھ لیجئے!

اللھم صل علی سید نا ومو لا نا محمد و با رک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسو ل اللہ

حضرات گرامی! قرآن عظیم کی جس آیت کریمہ کا ترجمہ میں نے پیش کیا اسی کی تفصیل ہمارے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

جس شخص کے پاس سونا چاندی (یعنی مال و دولت) ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی زکوۃ وغیرہ نہ دیتا ہو) تو قیامت کے دن اس کے واسطے آتش جہنم کی تختیاں تیار کی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں اور زیادہ گرم کر کے ان (تختیوں) سے اس شخص کی پیشانی کروٹ اور پشت کو داغا جائے گا اور اس طرح بار بار ان تختیوں کو دوزخ کی آگ پر تپا کے اس شخص کو داغا جائے گا، اور قیامت کی پوری مدت میں اس

عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا، اور وہ مدت پچاس ہزار سال کی ہوگی، تو گویا ۵۰ ہزار سال تک اس کو سخت دردناک عذاب ہوتا رہے گا۔ برادران ملت! بعض حدیثوں میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے اس کے علاوہ اور دوسرے قسم کے سخت اور دردناک عذابوں کا بھی ذکر آیا ہے جس کو سننے کے بعد یقیناً دل کانپ جاتا ہے۔ جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، خداوند حقیقی ہم لوگوں کو اگر دولت عطا فرمائے تو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔ کہئے آمین۔

جن لوگوں کو خدائے تعالیٰ نے صاحب مال و دولت اور خوش حال بنایا ہے وہ لوگ اگر زکوٰۃ نہ دیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہ کریں، تو وہ بڑے ہی ناشکرے ہیں، ایسے لوگوں کو قیامت کے دن سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

میرے پیارے بھائیو! ہم لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ ہمارے پاس جو کچھ مال و دولت ہے وہ سب خدائے تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے اور خود بھی اس کے بندے ہیں اور اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، پس وہ اگر ہم سے ہمارا سارا مال طلب کرلے بلکہ جان دینے کو بھی کہدے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم سب کچھ اس کی راہ میں قربان کرکے یہ اعلان کردیں کہ۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

محترم حضرات! خدائے قدیر کا ہم لوگوں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے زکوٰۃ دینے والے کو فلاح دارین کی بشارت عظمیٰ دی ہے، حالانکہ زکوٰۃ و صدقات دینے والا انسان جو کچھ دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے دیتا ہے، اگر خدائے تعالیٰ اس پر ثواب عطا نہ کرے جب بھی کوئی بات نہیں مگر یہ اس کا کرم ہی کرم ہے کہ اس کے عطا کردہ مال میں سے ہم جو کچھ اس کے حکم کے مطابق زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اس سے وہ بہت خوش ہوتا ہے اور اس پر بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ فرماتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ

میں خرچ کرتے ہیں، ان کے اس خرچ کرنے کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے پودا اُگے اور اس کے سات بال نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے، وہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر وہ نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں، ان کے واسطے ان کے رب کے پاس بڑا ثواب ہے اور انہیں قیامت میں کوئی خوف و خطرہ نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں زکوٰۃ دینے والوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے تین وعدے فرمائے گئے ہیں، جو قابل غور اور لائق توجہ ہیں۔

پہلا یہ کہ جتنا خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے سیکڑوں گنا زیادہ دے گا۔

دوسرا یہ کہ ان کو آخرت میں خدائے تعالیٰ کے وہاں بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔

تیسرا یہ کہ قیامت کے دن ان کو کوئی خوف و خطرہ اور کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ۔

حضرات گرامی! صحابۂ کرام کو خدائے تبارک و تعالیٰ کے ان وعدوں پر پورا پورا یقین تھا یہی وجہ تھی کہ جب راہ خدا میں خرچ کرنے سے متعلق آیتیں حضور پر نازل ہوئیں اور ان حضرات نے سرکار دو عالم ﷺ سے راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت و ثواب کا بیان سنا تو ان میں جو غریب تھے اور جن کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ تھا وہ بھی صدقہ کرنے کے ارادہ سے مزدوری کرنے کے لئے گھروں سے نکل پڑے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد لاد کر انہوں نے پیسے کمائے اور راہ خدا میں صدقہ کیا۔ درود پاک پڑھ لیجئے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ۔

غور کرنے کا مقام ہے کہاں ہم مال ہوتے ہوئے بھی صدقہ نہیں کرتے اور صحابہ کرام صدقہ کرنے کے شوق میں مال کمایا کرتے تھے، سبحان اللہ کیا شان تھی صحابہ کرام کی جنہیں رسول خدا ﷺ نے اپنی پاک محبت سے نوازا تھا اور ان کے قلوب کی تطہیر فرمائی تھی۔

برادران اسلام! مذہب اسلام میں زکوٰۃ کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ مالدار حضرات اپنے مال کی زکوٰۃ کے ذریعہ غریبوں اور مفلسوں کی امداد و اعانت کر سکیں، اور اس کی وجہ سے اس طرح بے کس افراد اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں، تاکہ امیر و غریب باہم خوش و خرم اور محبت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں۔ پروردگار عالم جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے۔

فی اموالھم حق للسائل والمحروم (یعنی ان مالداروں) کے مالوں میں منگتوں اور محروم لوگوں کا حق ہے۔

میرے بھائیو! خدائے تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ہر چیز سے زیادہ اللہ و رسول سے محبت رکھیں۔

ہے کوئی مسلمان جو ایسا کہتا ہوا نظر آئے کہ مجھ کو خدا اور رسول سے محبت نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی بھی نہیں کہے گا اور نہ کسی میں اس طرح کہنے کی جسارت و جرأت ہوگی بلکہ مسلمان فرمان خداوندی کے تحت مامور ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی سے محبت نہ کریں اور اس کے علاوہ کسی کو دوست اور عزیز نہ رکھیں تو جو مسلمان اللہ اور رسول کی محبت کا دعویٰ رکھتا ہے تو اسے مال کے ذریعہ بھی آزمایا گیا ہے اور امتحان لیا گیا ہے کہ مال جو ایک محبوب شئی ہے مسلمان اسے محبوب حقیقی پر اپنی ہر چیز قربان کرتے ہیں یا نہیں؟ یعنی اس کے حکم کے مطابق اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں یا نہیں۔

تو محترم دوستوں اور بزرگو! اس سلسلے میں مسلمانوں کی تاریخ گواہی دی رہی ہے کہ ہمارے اسلاف نے (جو سچے اور پکے مسلمان تھے) اپنے محبوب حقیقی پر اپنی ہر چیز قربان کرکے دکھادی ہے۔

میرے بزرگو! آپ ذرا اپنی تاریخ کی ورق گردانی کیجئے تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے بعض بزرگوں نے سو میں صرف ڈھائی ہی نہیں بلکہ اللہ کے نام پر سو کا سو بھی قربان کرکے دکھادیا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر جو لوگ اس بھید کو سمجھ گئے وہ صدیق کہلائے اور وہ جو کچھ پاس میں رکھتے تھے سب کچھ اس کے نام پر تصدق کردیا اور کہا کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم اس کی راہ میں دینا کنجوسی ہے بلکہ ہم پر یہ لازم ہے کہ اس کی راہ میں سب کچھ نثار کردیں۔

حضرات گرامی! منقول ہے کہ کسی نے حضرت شبلی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ ۲۰۰ درہم میں سے کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا مذہب بیان کروں یا اپنا؟ سائل نے کہا کہ حضور! دونوں ہی بیان فرمائیے، تو حضرت شبلی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمہارے مذہب میں تو ۲۰۰ درہم پر ۵ درہم زکوٰۃ ہے یعنی چالیسواں حصہ اور ہمارے (یعنی صوفیائے کرام کے) مذہب میں ۲۰۰ درہم پر ۲۰۰ ہی درہم زکوٰۃ ہے یعنی سارا مال ہی دے دیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ اس مذہب کا امام کون ہے؟ فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے طلب فرمانے پر اپنا سارا مال حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے تھے اور جب حضور نے دریافت فرمایا کہ **ما ترکت لنفسک وعیالک** اے صدیق اکبر تم اپنے لئے اور اپنے عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! ڈاکٹر اقبال نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے کہ۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

میرے دینی و ملی بھائیو! جو لوگ خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ دولت کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں وہ بہت بڑے بخیل ہوتے ہیں، اور بخیلی

بہت ہی خراب شئی اور بری بلا ہے۔ حضور تاجدار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں

السخی قریب من اللہ قریب من الجنة قریب من الناس بعید من النار

ترجمہ سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، انسانوں سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے۔

و البخیل بعید من اللہ بعید من الجنہ بعید من الناس قریب من النار

یعنی بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، انسانوں سے دور ہے لیکن جہنم سے قریب ہے (مشکوۃ)

بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ

بخیل گرچہ بود زاہد بحر و بر
بہشتی نہ باشد ز حکم خبر

یعنی بخیل اگرچہ بحر و بر کا سب سے بڑا عابد و زاہد بن جائے مگر فرمان رسول کے مطابق وہ جنتی نہ ہوگا۔

برادران اسلام! یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیے کہ خدا کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنا اور صدقہ و خیرات خصوصاً زکوۃ دینا بہت بڑی عبادت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ **الصدقة تطفئی غضب الرب و تدفع میتة السوء**

یعنی صدقہ غضب الہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو ٹال دیتا ہے۔

بھائیو! اور پردہ نشیں بہنو! آج کل کچھ دولت مند لوگوں کو تو گا ہے گا ہے نماز پڑھتے دیکھ بھی لیا جاتا ہے اور کہیں کہیں نماز کا چرچا بھی سننے میں آتا ہے مگر زکوۃ کے بارےمیں نہ تو کوئی تقریر کرتا ہے اور نہ زکوۃ دینے والے ہی دیکھنے میں آتے ہیں، حالانکہ مذہب اسلام میں نماز کی طرح زکوۃ بھی ایک اہم فرض ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کے سامنے بیان کیا ہے کہ خداوند قدوس نے نماز کے ساتھ ہی زکوۃ کا بھی تذکرہ فرمایا کہ لوگوں! نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔

میرے بھائیو! نماز اور زکوۃ دونوں چیزیں ضروری ہیں، جس طرح آپ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح آپ اگر صاحب مال و دولت ہیں تو زکوۃ بھی ادا کرتے رہیں تاکہ آپ کا دل بخل کی نجاست سے پاک و صاف رہے جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور خصوصاً چھپا کر صدقہ دیتے ہیں اس کی بہت بڑی فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب خدائے تبارک وتعالی نے فرش زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی اس لئے خدائے تعالی نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا جن کے بوجھ سے زمین کا کانپنا بند ہو گیا، اور زمین بالکل ہی ساکن ہو گئی، تو فرشتوں نے یہ منظر دیکھ کر خدائے تعالی سے یوں سوال کیا کہ مالکا! کارسازا کیا تیری تمام مخلوقات میں پہاڑوں سے بھی سے زیادہ طاقت والی کوئی مخلوق ہے؟ پروردگار عالم نے فرمایا کہ ہاں، لوہا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا لوہے سے بھی زیادہ طاقتور کوئی مخلوق ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ آگ لوہے سے بھی طاقتور ہے فرشتے بولے کہ کیا آگ سے بھی بڑھ کر طاقت رکھنے والی کوئی چیز ہے تو فرمایا کہ ہاں پانی، آگ سے بھی زیادہ طاقتور ہے، فرشتوں نے کہا کہ پانی سے بھی زیادہ طاقت رکھنے والی تیری کوئی مخلوق ہے تو ارشاد ہوا کہ ہاں، ہوا پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہے، فرشتوں نے سوال کیا، کیا ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی مخلوق طاقت رکھتی ہے تو خالق کائنات نے فرمایا۔

نعم ابن آدم تصدق صدقة بیمینه یخفیها من شماله (مشکوۃ)

ہاں آدمی جو اپنے داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ کو بھی اس کی خبر نہ ہو! یعنی محض اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے جو دے اور دنیاوی شہرت و ناموری مقصود نہ ہو تو یہ آدمی ہوا سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

برادران اسلام! اس سے روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ و زکوۃ یا عطیہ و خیرات کا جو بھی مال راہ خداوندی میں چھپا کر دیا جاتا ہے

خداوند قدوس کی بارگاہ میں اس کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

مولی تبارک وتعالی ہم سبھی مسلمانوں کو اپنے پیارے حبیب احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ کے طفیل راہ خدا میں مال و دولت نثار کرنے کا سچا جذبہ مرحمت فرمائے۔

آمین یارب العلمین بجاہ حبیبه سید المرسلین علیه التحیة و التسلیم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆

(۱۰) دسویں تقریر

فضیلت روزہ

نحمدہ و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
یایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (پارہ ۲ رکوع ۷)

زہے عزت و اعتلائے محمد — کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
خدا کی رضا چاہتے دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے — کہ ہے رب سلم صدائے محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم اور آپ ایک مرتبہ دل کی اتھاہ گہرائی سے دو عالم کے تاجدار کونین کے مالک و مختار، ہم غریبوں کے غمگسار، حضور شافع یوم النشور ﷺ کی مقدس بارگاہ میں صلوۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کریں۔ پڑھیے بآواز بلند

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیه صلوة وسلاما علیک یارسول اللہ

حضرات گرامی! خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو! تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ، مطلب یہ ہے کہ روزہ صرف امت محمدیہ ہی پر فرض نہیں کیا گیا،

یہ اور بات ہے کہ اس کی صورت ہمارے روزوں سے جداگانہ اور مختلف تھی، جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے۔

حضرات! اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کو خداوند قدوس جل شانہ نے اس لئے فرض کیا کہ مسلمان پرہیزگار بنیں اور ان کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہو سکے۔

تقویٰ نام ہے دل کی اس کیفیت کا جس کے حاصل ہو جانے کے بعد دل کو گناہ سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے، اور نیک کاموں کی طرف اس کو بے پناہ شوق اور بیتابانہ تڑپ پیدا ہوتی ہے اور روزہ کا مقصود صرف یہ ہے کہ انسان کے اندر خدا ترسی کی قوت کو مضبوط اور مستحکم کر دیا جائے جس کے باعث انسان اپنے نفس پر قابو پا لے اور خداوند قدوس کے حکم کی عزت اور عظمت اس کے دل میں ایسی رچ بس جائے کہ کوئی غلط جذبہ اس پر غالب نہ آئے اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان جب خدائے قدیر کے حکم کی وجہ سے حرام ناجائز اور گندی عادتیں چھوڑ دے گا تو پھر اس کے اندر ان امور کے ارتکاب کی جرأت و ہمت پیدا نہ ہو گی، اور اسی اخلاقی برتری کو ہم تقویٰ کہتے ہیں۔

حضرات گرامی! احادیث طیبہ میں رمضان المبارک کے روزے کے سلسلے میں بہت ساری فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، آج کی نشست میں ان احادیث کریمہ میں سے کچھ بطور اختصار آپ حضرات کی مبارک خدمات میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، آپ حضرات نہایت ہی اطمینان و سکون کے ساتھ سماعت فرمائیں۔

(۱) حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر اس طرح ہے، جس طرح خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔

(۲) جب رمضان المبارک کا مہینہ تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص ابتدائے پیدائش سے دم آخر تک مسلسل روزے رکھتا ہے تب بھی وہ بزرگی کے اعتبار سے وہ رمضان شریف کے ایک روزہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۴) میری امت سے جو شخص صرف اللہ کے لئے رمضان کے روزے رکھے تو گویا اس نے چھ سو ہزار غلام آزاد کئے، چھ سو ہزار اونٹوں کی قربانی کی اور چھ سو ہزار سال تک عبادت میں مصروف رہا۔

(۵) یہ رمضان کا مہینہ وہ عظمت والا مہینہ ہے جس کی ابتداء میں رحمت درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے۔

(۶) روزے دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور دوسری خوشی افطار کے وقت۔

(۷) ہر شئی کے لئے زکوۃ ہے، بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔

(۸) جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ایک کا نام ریان ہے اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔

(۹) روزہ دار کے منہ کی بو خدائے تعالیٰ کے نزدیک مشک و عنبر سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرات گرامی! ان احادیث کریمہ میں روزے کی جو فضیلتیں بیان ہوئیں ہیں، ان کے علاوہ روزے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز کر دیتا ہے، جب جی چاہا کھالیا، جب جی میں آیا پی لیا اور جب نفسانی خواہش پیدا ہوئی لذت حاصل کر لی، یہ صفت حیوانوں کی ہے اور کبھی نہ کھانا اور کبھی نہ سونا اور نہ کسی طرح لذت اپنے جوڑے سے حاصل کرنا یہ شان فرشتوں کی ہے، پس روزہ رکھ کر انسان دوسرے حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور فرشتوں سے ایک طرح کی مناسبت اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔

درود شریف پڑھ لیجئے۔

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صلوا علیه صلوة و سلاما علیک یا رسول الله

حضرات! ایک بہت ہی دلچسپ اور معلومات افزا روایت ہے اسے بھی سماعت فرماتے چلئے۔ منقول ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ سے عرض کیا کہ پروردگار! امت محمد کو کونسا مہینہ سب سے زیادہ بزرگ عطا ہو گا۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ! ہم نے ان کو رمضان المبارک کا مہینہ عطا کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا خدایا اس مہینہ کی فضیلت کیا ہے، خداوند قدوس نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمام بندوں پر اور جو کوئی اس مہینہ میں روزے رکھے تمام آدمیوں کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ تمنا کی کہ پروردگار! تو مجھکو بھی امت محمد میں داخل فرما دے تاکہ میں بھی اس ثواب سے محروم نہ ہوں۔

برادران اسلام! یہ ہمارے لئے مقام غور ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغمبر ہوتے ہوئے بھی یہ اظہار تمنا فرما رہے ہیں کہ یا الٰہی تو مجھے امت محمد میں صرف اس لئے داخل فرما دے کہ رمضان المبارک کے ثواب سے محروم نہ ہو سکوں، مگر ایک ہم ہیں کہ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مقدس اور متبرک مہینہ آ کر گزر جاتا ہے مگر ہم نہ تو اس کی قدر و منزلت کرتے ہیں، اور نہ اس کی اہمیت و افادیت ہی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم پورے وقت لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں۔ حالانکہ روزہ وہ مہتم بالشان عبادت ہے جس کی وجہ سے روزے دار کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، دوزخ سے نجات کا پروانہ عطا کر دیا جاتا ہے، تمام مخلوق کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے، اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ روزہ کی بدولت روزہ دار کو خود خالق کائنات مل جاتا ہے۔ خدائے

قدیر فرماتا ہے حدیث قدسی ہے کہ الصوم لی وانا اجزی به یعنی روزہ صرف میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں خود ہوں۔

حضرات! خداوند حقیقی نے اپنی کتاب قدیم میں مختلف جگہوں پر یہ اعلان فرمایا کہ جو اچھے اعمال کریگا اس کو جنت ملے گی یعنی نماز، زکوۃ، حج، بیماروں کی عیادت غرباء و مساکین کی اعانت و امداد وغیرہ اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت ملتی ہے مگر روزہ وہ اہم عبادت ہے جس کی وجہ سے جنت ہی نہیں بلکہ مالک جنت بھی مل جاتا ہے۔ سبحان اللہ! حضرات گرامی! اس حدیث قدسی میں امت مصطفیٰ کے لیے یقیناً بہت بڑی اور بہت ہی عمدہ بشارت موجود ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم غلامان مصطفیٰ پر اپنا فضل خاص فرمائے اور اس ماہ مبارک کی قدر و منزلت کرنے کا سچا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

حضور نبی کریم نور مجسم سید عالم ﷺ ایک مرتبہ وعظ فرمانے کے لیے منبر شریف پر چڑھ رہے تھے منبر کی پہلی سیڑھی پر جوں ہی قدم رکھا فرمایا آمین دوسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین، تیسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین (آمین کا معنی ہوتا ہے کہ اے اللہ قبول فرما) سامعین و حاضرین محو حیرت ہیں الٰہی ماجرا کیا ہے دعا کرنے والا یہاں کوئی نظر نہیں آ رہا ہے مگر سرکار ہر سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آمین فرما رہے ہیں، وعظ کے بعد حاضرین نے آقا سے آمین فرمانے کا سبب دریافت کیا۔ تو حضور نبی اکرم نے فرمایا کہ جب میں سیڑھی پر چڑھ رہا تھا تو جبریل امین دعائیں کر رہے تھے، ان میں سے ایک دعا یہ تھی کہ بعدہ من ادرک رمضان فلم یغفر له یعنی وہ شخص رحمت الٰہی سے دور ہوا جو ماہ رمضان کو پائے اور روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے اس کی مغفرت نہ ہو، تو جبریل کی اس دعا پر آمین کہی تھی۔

حضرات محترم! مسلمانوں کے لیے اس حدیث پاک میں بہت بڑا درس عبرت ہے اور لمحہ فکریہ بھی کہ جس کے لیے سید الانبیاء بد دعائیں کر رہے ہوں اور سید الملائکہ اس پر آمین کہہ رہے ہوں تو کیا اس کی مقبولیت میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے،

مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کی قدر و منزلت کریں، رمضان المبارک کا روزہ رکھیں، بغیر عذر شرعی کے روزہ نہ کر کہ بدنصیبوں کی فہرست میں اپنا نام درج نہ کرائیں۔

حضرات! رمضان المبارک کا مہینہ وہ عزت و عظمت والا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، پروردگار عالم کا ارشاد گرامی ہے کہ **شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن** یعنی قرآن پاک رمضان المبارک کے مہینہ میں نازل ہوا۔

علماء تحریر فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء و مرسلین پر جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے وہ بھی اسی ماہ مقدس میں، رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں کہ **الصوم والقرآن یشفعان للعبد** روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے پروردگار عالم! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور شہوت سے باز رکھا، اور اس نے میرا احترام کیا، اس لیے اب میں اس کی شفاعت کرتا ہوں تو اسے بخش دے، اور قرآن فرمائے گا اے احکم الحاکمین میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، اب میں اس کی شفاعت کرتا ہوں تو اسے بخش دے، حضور تاجدار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں **فیشفعان** پس دونوں کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔

حضرات گرامی! سرکار دو عالم ﷺ کے اس مبارک ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ رمضان المبارک سے قرآن عظیم کو ایک خاص تعلق ہے، روزہ دار دن میں روزے سے ہوتا ہے اور رات کو نماز تراویح میں قرآن پڑھتا پڑھاتا ہے اور سنتا سناتا ہے اور یہ دونوں باتیں اس کے لئے موجب نجات اور باعث مغفرت بن جاتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ رمضان المبارک میں ہم روزے بھی رکھیں اور نماز تراویح بھی پڑھیں، ایسا نہ ہو کہ ہم روزے بھی رکھیں اور شطرنج بھی کھیلیں، روزے بھی رکھیں اور کیرم بورڈ بھی کھیلیں روزے بھی رکھیں اور گالی دے کر اپنی زبان کو گندی کریں، روزے بھی رکھیں اور جھوٹ، غیبت، چغل خوری، خیانت اور کم تولنے کا سلسلہ بھی جاری رکھیں۔

میرے دینی بھائیو! یہ ساری باتیں بہت ہی بری ہیں ان تمام خرافات سے اجتناب کریں، اور قرآن کریم کے احکام مدنظر رکھ کر اپنی زندگی کو پاک صاف کر کے مکمل طور پر **لعلکم تتقون** کے مصداق بن جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ آپ رمضان المبارک کے موسم خیرات میں عبادت کی کثرت اختیار کریں، تراویح پڑھیں، تہجد کی نمازیں ادا کریں، تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہیں، فقراء و غرباء کی دل کھول کر امداد کریں، پڑھئے درود شریف۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات! ہم لوگ چونکہ مسلکاً حنفی ہیں، اس لئے ہم لوگ رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے ۲۰ رکعت دس سلام سے تراویح کی نماز پڑھتے ہیں۔ تراویح عربی لفظ ہے، اور ترویحہ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے ایک دفعہ آرام کرنا، چونکہ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کیا جاتا ہے اسی لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں، چنانچہ محدثین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ **المسمی بھا لان الصحابہ کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامھم فی الصلوۃ** (مجالس الابرار) یعنی اس نماز کا نام تراویح اس لئے ہے کہ صحابہ کرام ہر چار رکعت کے بعد بسبب طول قیام آرام فرماتے تھے۔ محدثین کرام کے اس قول پاک سے یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تراویح چار ہی رکعت نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ ایک دفعہ آرام کرنے کا نام "ترویحہ" اور دو دفعہ آرام کرنے کا نام "ترویحتان" اور تین یا تین دفعہ سے زیادہ آرام کرنے کا نام ہے تراویح اب اگر تراویح صرف آٹھ رکعات ہی مان لی جائیں تو وہ تراویح بن ہی نہیں سکتی اس لئے کہ آٹھ رکعات میں چار رکعات کے بعد صرف ایک ہی دفعہ آرام کرنے کا موقع آتا ہے۔ اس لئے ہم لوگ بیس رکعات پڑھتے ہیں اور سبھوں کو بیس رکعات ہی پڑھنا چاہئے کیونکہ تراویح کی ۲۰ رکعات حدیث پاک سے بھی ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان میں ۲۰ رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے (بیہقی) اس طرح کی ایک اور روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک کے متعلق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ماہ رمضان میں لوگ ۲۰ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (بیہقی)

ان اقوال طیبات سے بھی معلوم ہوا کہ تراویح کی رکعات ۲۰ ہی ہیں۔

درود پاک پڑھ لیا جائے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات محترم! رمضان المبارک میں ایک ایسی متبرک رات آتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے، اس رات کو قرآن کریم نے لیلۃ القدر سے موسوم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ربی ہے **لیلۃ القدر خیر من الف شھر** لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضرات! اس رات کو لیلۃ القدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کرنا اور راتوں کے عمل سے بہتر ہے، اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے والے کے سال بھر کے گناہ خداوند کریم بخش دیتا ہے۔ لیلۃ القدر کے سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ۲۱ ویں رات، بعض کے نزدیک ۲۳ ویں، بعض کے نزدیک ۲۵ ویں اور بعض کے نزدیک ۲۹ ویں رات ہے۔

مگر سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ ان میں سے زیادہ قوی یہ ہے کہ وہ ۲۷ ویں رات ہے پھر غوث اعظم نے ارشاد فرمایا کہ عدد طاق میں جو فضیلت سات کے عدد کو ہے وہ کسی اور عدد میں نظر نہیں آتی۔ اندازہ کیجئے آسمان سات ہیں، زمین سات ہیں راتیں

سات ہیں، سمندر سات ہیں، صفا مروہ کے درمیان سعی کی تعداد سات ہے خانہ کعبہ طواف کی تعداد سات ہے، الحمد شریف کی آیات سات ہیں، جہنم کے دروازے سات ہیں، اصحاب کہف سات ہیں، قوم عاد پر جو آندھی آئی وہ سات راتوں تک رہی حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں سات سال رہے، اور خواب دیکھنے والے نے سات گائیں دیکھیں۔

لہٰذا ہم سبھی لوگوں کو چاہیے کہ اس مبارک رات میں شب بیداری کر کے عبادت کریں، قرآن عظیم کی تلاوت کی کثرت کریں، توبہ و استغفار میں مصروف رہیں، اپنے سابقہ گناہوں کو خیال کر کے خدا کی بارگاہ کرم میں گریہ و زاری کریں، وہ ستار و غفار ہے، یقیناً ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ آمین۔ اب میں رخصت ہو رہا ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

(۱۱) گیارھویں تقریر

حکمت حج

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی تیرے دو کی ہے
(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

روضۂ شہنشاہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت — اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں — آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے — ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ — قصر محبوب کے پردہ کا بھی جلوہ دیکھو
دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود — خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں — ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا — میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

حکمت حج

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہ نجوم الھدیٰ

اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

حریم کبریا ہے اور میں ہوں — زباں محو دعا ہے اور میں ہوں
کھنچا جاتا ہوں میں کعبہ کی جانب — کوئی خود رہنما ہے اور میں ہوں
زباں پر سب کی ہے لبیک لبیک — روانہ قافلہ ہے اور میں ہوں

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی مقدس بارگاہ میں عقیدت و محبت کی بھرپور توانائیوں کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش فرمائیں، پڑھئے باآواز بلند۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! آج کی ذکر مصطفیٰ کی اس نورانی بزم میں، میں حج اور اس کے اخلاقی فوائد سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے آپ حضرات سے بھرپور امید ہے کہ نہایت ہی دلجمعی اور دلچسپی کے ساتھ سماعت فرمائیں گے۔

خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ بیان کرنے سے پہلے چند کیف آور اشعار سماعت فرمائیں۔

اجالی رات ہوگی اور میدان قبا ہوگا — زبان شوق پر یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ ہوگا
یلم یلم ہی سے شورش ہوگی دل کی بیقراری میں — پہن کر جامہ احرام زائر جھومتا ہوگا
نہ پوچھو حاجیوں کا ولولہ جدہ کے ساحل پر — لبوں پر نغمہ ان نفلت یا ریح الصبا ہوگا
وہ نخلستان مکہ وہ مدینہ کی گزرگاہیں — کہیں نور نبی ہوگا کہیں نور خدا ہوگا
اترتے ہوں گے رحمت کے فرشتے آسمانوں سے — خدا کا نور ہوگا روضہ خیر الوریٰ ہوگا
جھکی ہوگی مری گردن گناہوں کی خجالت سے — زبان پر یا رسول اللہ انظر حالنا ہوگا
کبھی کوہ مفرح سے نظارے ہوں گے گنبد کے — کبھی بیر علی پر حاجیوں کا جمگھٹا ہوگا
شفیق اس دن نہ پوچھو وردِ الفت کی فراوانی — کہ ہم ہوں گے حجاز پاک کا دار الشفا ہوگا

حضرات! ایک مرتبہ اور خلوص وعقیدت کے ساتھ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ رحمت پناہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ محبت پیش فرمائیں،

پڑھئے ذرا بلند آواز سے، اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یارسول اللہ

خدائے تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔

حضرات! مذہب اسلام میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد چار عبادتیں فرض ہیں جس میں چوتھی عبادت حج ہے شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ شریف کا طواف کرنے کا نام حج ہے۔ مکہ معظمہ کے مختلف مقامات مقدسہ میں حاضر ہو کر کچھ آداب واعمال بجالانا حج ہی میں شامل ہے۔

حج صاحب استطاعت پر ساری عمر میں صرف ایک بار فرض ہے، اگر کسی نے استطاعت وقدرت کے باوجود فریضہ حج ادا نہیں کیا تو سخت گناہ گار ہوگا یہاں تک کہ بے ایمان ہو کر مرنے کا ڈر ہے۔

حضرات! مذہب اسلام میں حج کی کیا اہمیت وفضیلت ہے اسکا صحیح اندازہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اقوال طیبہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

آقا ارشاد فرماتے ہیں کہ حج گناہوں کو ایسے دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو، حج ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے سرزد ہو چکے ہیں۔ حج کمزور اور عورتوں کا جہاد ہے۔ حج محتاجی کو ایسے ہی دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو حاجی کی خود بھی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لئے حاجی استغفار کرے اس کی بھی، حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا، حاجی اللہ کے وفد ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے، انہوں نے اپنی حاجت چاہی، خدا نے

عطا فرمایا۔ حاجی کے لئے دنیا میں عافیت ہے اور آخرت میں مغفرت، جو حج کے لئے نکلا اور راستہ میں مر گیا، اس کے نامہ اعمال میں قیامت تک حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور وہ بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگا۔

حضرات گرامی! ان فضائل وبرکات کے علاوہ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے افراد واشخاص میں دین وملت کے رابطہ وتعلق کو مضبوط ومستحکم کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو متحد و متفق ہونے کے لئے بہترین ذریعہ بھی ہے۔

اسلام کے احکام کا منشا بھی یہی ہے کہ ہر فرد کو ایک گروہ بنا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ حج میں بغیر سلا ہوا سادہ لباس جو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا تھا سبھوں کے لئے تجویز کیا گیا، تا کہ ایک ہی رسول ایک قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت ایک ہی لباس ایک ہی سطح پر نظر آئیں۔

عزیزان گرامی! حج سے مقصود اسلام کی شان وشوکت کا اظہار بھی ہے اور بحری وبری اور فضائی سفروں سے حاصل ہونے والے فوائد بھی، تاریخ عالم کے محققین اور جغرافیہ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش اور طلب ہوتی ہے وہ سارے امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مقامات پیغمبرانہ شان کی جلوہ گاہیں جنہیں دیکھ کر ان مقدس روایات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور خدائی رحمت وبرکت کے وہ واقعات یاد آ جاتے ہیں جو ان دونوں سے وابستہ ہیں۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس نے خدا کے لئے حج کیا اور اس میں خواہش نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے۔ جس میں دین اور دنیا کی بھلائیاں شامل ہوتی ہیں، اس لئے میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ جہاں اخلاقی

معاشرتی، اقتصادی، اور سیاسی زندگی کے ہر موڑ اور ہر پہلو پر حاوی ہے وہیں مسلمانوں کی عالمگیر اور بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا اور بلند مینارہ بھی ہے۔

حضرات محترم! حج کے اخلاقی فوائد اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتے ہیں کہ حج کے موسم میں مسلمان دور دراز مسافتوں کو طے کر کے ہر قسم کی مصیبتوں کو برداشت کر کے یہاں جمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے ملتے ہیں ایک دوسرے کے درد وغم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے آپس میں باہمی اتحاد واتفاق اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم ایک نسل، اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔ حج کے لئے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لیکر اتارنے تک ہر حاجی نیکی اور پاک بازی نیز امن وسلامتی کی پوری تصویر بن جائے، وہ لڑائی، جھگڑا جنگ وجدال، قتل وخونریزی اور دنگا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے، یہاں تک کہ بدن اور کپڑوں کی جوں بلکہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے۔ شکار تک اس کے لئے جائز نہیں اس لئے کہ وہ اس وقت صلح وآشتی کا پیکر اور امن کا مجسمہ ہوتا ہے، اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ جس طرح رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تمام اسلامی دنیا میں زہد وتقویٰ پرہیزگاری کا عمدہ موسم ہے، اسی طرح حج کا زمانہ تمام روئے زمین میں اسلام کی زندگی اور بیداری کا زمانہ ہے اس طرح شریعت اسلام بنانے والے حکیم ودانا نے ایسا لاجواب اور بے نظیر انتظام کر دیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت اسلام کی عالمگیر تحریک باقی رہے گی۔

حضرات گرامی! یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حج ایک طرح سے تمام عبادات کا مجموعہ ہے، حج ہجرت بھی ہے اس لئے کہ اس میں ترک وطن کی روح ہے، حج جہاد بھی ہے، اس لئے کہ اس میں قدم قدم پر اپنے نفس سے لڑنا پڑتا ہے، حج نماز بھی ہے اس لئے کہ اس میں وہ نمازیں بھی ہیں جو بیت اللہ اور مسجد نبوی کی نمازیں ہیں، حج روزہ بھی ہے اس لئے کہ اس میں وہ پابندیاں اپنے اوپر عائد کرنی پڑتی ہیں جن میں وقتی طور پر کچھ حلال کام حرام ہوجاتے ہیں، اور حج زکوٰۃ بھی ہے اس لئے کہ اس میں

ذا کی راہ میں مال خرچ کیا جاتا ہے، اس طرح حج تمام تر عبادت کا مجموعہ ہے، اس ئے مقدس سفر پر جن حضرات کو جانا نصیب ہو اپنے دل ودماغ کو طہارت وپاکیزگی کے نور سے منور کر کے جائیں، تا کہ انکی روح ان تمام آلائشوں سے پاک ہوجائے ن سے پاک ہونا سفر حج کا مقصود ہے۔

برادران اسلام! جو لوگ اپنے دل ودماغ کو طہارت وپاکیزگی کے نور سے منور نہیں کرتے ہیں نہ اس کے معنی ومطلب کو سمجھتے، اور نہ ان فائدوں کو حاصل کرنے کا ارادہ ہی کرتے ہیں جو ان عبادتوں میں بھرے ہوئے ہیں، بلکہ جن کے دل ودماغ میں ان عبادتوں کے مقصد ومطلب کا سرے سے کوئی تصور ہی نہ ہو وہ اگر ان افعال واعمال کی صرف نقل اتار دیا کریں تو اس سے آخر کیا فائدہ اور کیا حاصل اور اس سے کس نتیجہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ہر سال ہزاروں زائرین مرکز اسلام کی طرف جاتے ہیں اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوکر پلٹتے ہیں مگر مقام حیرت ہے کہ نہ جانے ت ہی ان پر وہ اصل کیفیت طاری ہوتی ہے جو ایک مسافر حرم میں ہونی چاہئے اور نہ وہاں سے واپس ہونے کے بعد ہی ان میں حج کا کوئی اثر پایا جاتا ہے بلکہ وہاں سے آنے کے بعد نیک اعمال کی طرف رغبت کرنے کے بجائے کبر ونخوت غرور وگھمنڈی ایاری مکاری، دھوکہ بازی چار سو بیسی، فحش کلامی، رشوت ستانی وغیرہ ان کی زندگی کا نصب العین بن جاتا ہے، اور انکی ایسی زندگی کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ غیروں پر اسلام کی عظمت کا دبدبہ اور دین کی بزرگی کا سکہ جمے، وہ خود اپنی نگاہوں میں بھی بے وقعت ہوجاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج خود ہماری قوم کے بہت سے نوجوان ہم سے پوچھتے ہیں کہ حضور والا! آپ ذرا اس حج کا فائدہ تو ہمیں سمجھا دیجئے، حالانکہ یہ حج وہ چیز ہے کہ اگر اسے اصل نشان کے ساتھ ادا کیا جاتا تو غیر مسلم بھی اس کے فائدوں کو اعلانیہ دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوجاتے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حج مقبول کی پہچان یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہوکر واپس ہو

اور آخرت کی رغبت رکھے، اور دنیا والوں سے بچے اور گناہوں میں دوبارہ ملوث نہ ہو۔ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حج مقبول کی نشانیاں تین ہیں، اول حاجی کا حج کے بعد ہمیشہ نرم دل ہوجانا، دوم گناہوں کے کام سے نفرت کرنا اور سوم نیک اعمال کی طرف رغبت کرنا، حج مردود کی نشانیاں بھی تین ہیں، اول حاجی کا دل سخت ہوجانا، دوم گناہوں کی طرف مائل ہوجانا اور سوم نیک کاموں سے نفرت کرنا۔

اس لئے ہر حاجی کو چاہئے کہ وہ اپنے حالات کا جائزہ لے اگر حج کے بعد بھی وہ نمازی نہ بنا، فرائض واعمال کی طرف راغب نہ ہوا اور نیک کاموں سے متنفر نہ ہوا اور گناہوں میں دوبارہ ملوث ہوگیا، جھوٹ، چغلی، غیبت، اور ایک دوسرے کی شکایت کو اس نے اپنا شعار بنالیا تو پھر اسے سمجھنا چاہئے کہ میرا حج مقبول نہ ہوا، پروردگار عالم ہم سبھوں کو توفیق خیر مرحمت فرمائے آمین ایک مرتبہ درود پاک کا ہدیہ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کریں تو دو چار باتیں عرض کر کے آپ سے رخصت ہوجاؤں۔ پڑھئے درود پاک۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا — میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

حضرات گرامی! حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد حجاج کرام حضور سرور کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں حاضری کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہیں وہ مدینہ جہاں صبح وشام ستر ستر ہزار ملائکہ رحمت تشریف لاتے ہیں، وہ مدینہ جہاں کی حاضری ہمارے لئے سعادت مندی اور فیروز بختی کا سبب ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج کل کچھ حضرات حجاج کرام کو ایسے مقدس سفر سے باز رکھنے کی ناپاک کوشش

کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ جانا کوئی ضروری نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ایسے لوگوں کے فریب میں ہرگز ہرگز نہ آئیں، اگر وسعت ہے مدینہ منورہ ضرور ضرور جائیں اس لئے کہ محسن انسانیت ﷺ کے جتنے احسانات اس امت پر ہیں اور جو امیدیں قبر وحشر میں آپ سے وابستہ ہیں اس لحاظ سے وسعت کے باوجود مکہ شریف سے ہی واپس آجانا اور مدینہ منورہ نہ جانا سخت بدنصیبی اور پہلے درجے کی ناحق شناسی ہے۔ حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

میرے بزرگو! اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جب تک کسی نے حج نہیں کیا اس وقت تک کوئی بات نہیں مگر حج کرنے بعد وسعت کے باوجود حاجی نے اگر روضہ اطہر کی زیارت نہیں کی تو وہ حاجی نہیں ظالم بن کر لوٹے گا۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ مدینہ منورہ صرف مسجد نبوی ہی کی زیارت کے ارادہ سے جانا چاہئے، روضہ اطہر کی زیارت کے اردہ سے جانا بیکار ہے، لہذا ایسے لوگوں کی بات میں بھی نہیں آنا چاہئے کیوں کہ ان لوگوں کی زندگی کا نصب العین سرکار مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ سے دور کرنا ہے بلکہ مدینہ منورہ صرف روضہ اطہر کی زیارت کے ارادہ سے جانا چاہئے، اس لئے کہ ہمارے آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من زار قبری وجبت لہ شفاعتی

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں پہلا سفر قبر انور ہی کی زیارت کی نیت سے ہونا چاہئے، سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

من زارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی

ترجمہ: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے کہ گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

رسول کائنات ﷺ کے اس مبارک ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اپنی قبر مبارکہ میں زندہ ہیں، جیسا کہ مشکوۃ شریف کی حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں، لہذا جو شخص قبر انور پر حاضر ہوا تو گویا ایسا ہی ہے جیسا کہ ظاہری زندگی میں کوئی شخص حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

پروردگار عالم ہم سب کو بارگاہ رسول اکرم ﷺ میں حاضر ہونے کی سعادت مندی سے سرفراز فرمائے۔ آمین وقت زیادہ گزر گیا اس لئے اب میں صرف چند اشعار پر اپنی گفتگو ختم کر رہا ہوں۔

جمال نور کی محفل سے پروانہ نہ جائے گا
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
بڑی مشکل سے آیا ہے پلٹ کر اپنے مرکز پر
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
یہ مانا خلد بھی ہے دل بہلنے کی جگہ لیکن
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
نشیمن باندھتا ہے شاخ طوبیٰ پر مقدر کا
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
جو آتا ہے تو آئے خود اجل عمر ابد لے کر
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
ٹھکانہ مل گیا ہے فاتح محشر کے دامن میں
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
جناب مصطفیٰ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر
یہ دعویٰ مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا
نہ ہو گر داغ عشق مصطفیٰ کی چاندنی دل میں
غلام باوفا محشر میں پہچانا نہ جائے گا
پہنچ جائے گا ان کا نام لے کر خلد میں ارشد
تہی دامن کسی ناز غلامانہ نہ جائیگا

وما علینا الا البلاغ

(۱۲) بارھویں تقریر

مع اضافہ جدیدہ

رسول اللہ کے معجزات

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہر ومہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا مرے سرکار کا

رسول اللہ کے معجزات

نحمدہ

و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا صدق اللہ العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

حضرات محترم! دستور کے مطابق سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ حضور پرنور، سرور کائنات فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی

بارگاہ عالیہ میں جھوم جھوم کر درود وسلام کی ڈالی پیش کریں۔

پڑھئے بلند آواز سے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرات گرامی! آج کی اس نورانی محفل میں میرا دل چاہتا ہے کہ حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بے شمار معجزات وکمالات میں سے چند معجزات آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔ آپ حضرات کی نوازش کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ آپ تمامی حضرات میری باتوں کو غور سے سماعت فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی اس پر عمل کرنے کوشش کریں گے۔

آیئے ایک مرتبہ اور بارگاہ رسالت میں ہدیۂ درود وسلام پیش کیا جائے۔

پڑھئے بلند آواز سے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

برادران ملت! مشکوۃ شریف باب المعجزات میں یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا یعنی پاگل ہو گیا لوگوں نے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کو اس امر سے آگاہ کیا، جب آپ نے اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے آپ کو اس اونٹ کے پاس جانے سے روکا اور کہا کہ یا رسول اللہ! یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اسکا خوف نہیں، اور آگے بڑھ گئے اونٹ نے آپ کے سامنے آکر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا۔ آپ نے اس کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرماں بردار ہو گیا۔ آپ نے اسے پکڑ کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی ہے اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔

صحابہ کرام نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم لوگ اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم لوگ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں سب سے پہلے عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (مشکوۃ شریف)

سبحان اللہ! کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم!
سنگ کرتے ادب سے تسلیم
پیڑ سجدہ میں گرا کرتے ہیں

حضرات گرامی! ایک بار حضور تاجدار مدینہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ کھڑا زور زور سے چلا رہا تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا۔ آپ نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے۔ لہذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کرو۔ تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔

حضرات گرامی! اس طرح کے سینکڑوں نہیں ہزاروں واقعات اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ روئے زمین کے تمام حیوانات حضور تاجدار مدینہ ﷺ کو جانتے اور مانتے ہیں کہ آپ نبی آخر الزماں، خاتم

پیغمبراں ہیں اور یہ سب کے سب آپ کے اقتدار وتصرفات کی سلطانی کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ کے اعزاز واکرام اور آپ کی تعظیم واحترام کو اپنے لئے سایہ رحمت، سرمایہ زندگی اور مقصود حیات تصور کرتے ہیں۔

کاش اس زمانہ کے مسلم نما کلمہ طیبہ پڑھنے والے انسان ان بے زبان جانوروں سے تعظیم واحترام کا سبق سیکھتے اور دل وجان سے اس بات پر توجہ دیتے کہ

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدہ میں گرا کرتے ہیں

پڑھئے درود شریف اللھم علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام! حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس اعرابی نے کہا کہ آپ کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے وہ میری نبوت کی گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلایا اور فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ اور اس نے بلند آواز سے تین مرتبہ آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ آپ نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین میں چلتا ہوا اپنی جگہ پر جا پہنچا۔

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس حدیث میں یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ اس درخت نے بارگاہ رسالت میں آکر السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان ہوگیا۔ اور جوش عقیدت میں یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا

کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ یہ فرما کر آپ نے اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں دست مبارک اور پائے مقدس کو بوسہ دوں، آپ نے اس کی اس کو اجازت دیدی۔ چنانچہ اس نے آپ کے مبارک ہاتھ اور مقدس پاؤں کو والہانہ عقیدت کے ساتھ چوم لیا۔

(زرقانی)

سبحان اللہ! یہی معجزہ ہے جس کو حضرت علامہ بوصیری علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدہ بردہ شریف میں نقل فرمایا ہے۔

جاءت لدعوتہ الاشجار ساجدۃً
مشی الیہ علی ساق بلا قدم

یعنی آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بلا قدم کے پنڈلی سے چلتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوگئے۔

حضرات گرامی! اس واقعہ سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء ومشائخ کی تعظیم کے لئے ان کے ہاتھ پاؤں کو چومنا بالکل جائز ودرست ہے۔

پڑھئے اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک و سلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات! ایک دن حضور ﷺ اپنے ساتھ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ جوش مسرت سے ہلنے لگا۔ تو اس وقت آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر یہ فرمایا کہ ٹھہر جا۔ اس وقت تیری پشت پر ایک پیغمبر ہے۔ ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ چنانچہ پہاڑ فوراً ساکن ہوگیا۔ (بخاری)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس سے السلام

علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی ہے اور میں خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔ (ترمذی)

حضرات گرامی! اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی حکمرانی ہر شئی پر ہے اور ہر شئی جانتی پہچانتی ہے کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کو ہر فرد واجب العمل جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے اشارہ پر کنکروں نے کلمہ پڑھا۔ آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں نے خدا کی تسبیح پڑھی اور آپ کی دعا پر دیواروں نے آمین کہا۔ سبحان اللہ۔ یہ ہیں کمالات مصطفیٰ۔ حضرات اتنا عرض کرنے کے بعد اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

لاکھوں سلام

از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پہ روشن درود — گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریار ارم تاجدار حرم — نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان — کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ — مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آپ کا تشریف لانا وقت بھی کتنا سہانا
جگمگا اٹھا زمانہ حوریں گاتی تھیں ترانہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

اے نسیم کوئے جانا جب مدینہ سے تو آنا
بوئے زلف یار لانا دل پریشاں ہے سنگھانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

نزع کے وقت کام آنا دید کا شربت پلانا
مکر شیطاں سے بچانا اپنی کملی میں چھپانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

جاں کنی کے وقت آنا کلمہ طیب پڑھانا نار دوزخ سے بچانا سب کو ایمان پر اٹھانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

محمد مشفق رضا نوری

جامعہ قادریہ رشیدیہ

اہل سنت کارنجہ

ضلع واشم مہاراشٹر